قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 10 جون 2022ء | 10 ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری | 10 احسان 1401 ہجری شمسی | جلد 4 | شمارہ 114

ارشاد باری تعالیٰ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ: 154)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہو جائے یعنی اس طرح پیدا ہو جائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آ جاتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ صبر کرنے کا حق کس طرح ادا ہو؟ اس کو آزمانے کے لئے ہر روز انسان کو کوئی نہ کوئی موقع ملتا رہتا ہے، کوئی نہ کوئی موقع پیدا ہوتا رہتا ہے کوئی نہ کوئی دکھ، مصیبت، تکلیف، رنج یا غم کسی نہ کسی طرح انسان کو پہنچتا رہتا ہے، چاہے وہ معمولی یا چھوٹا سا ہی ہو۔ تو اس آیت میں فرمایا کہ جب کوئی ایسا موقع پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو تمہیں اس دکھ، تکلیف، پریشانی یا اس مشکل سے نکال سکتی ہے اس لئے اس کے سامنے جھکو، اس سے دعا مانگو کہ وہ تمہاری تکلیف اور پریشانی دور فرمائے لیکن دعا بھی تب ہی قبولیت کا درجہ پاتی ہے جب کسی قسم کا بھی شکوہ یا شکایت زبان پر نہ ہو اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کبھی نہ ہو بلکہ ہمیشہ صبر کا مظاہرہ ہو اور ہمیشہ صبر دکھاتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور اس سے عرض کرو کہ اے اللہ! میں تیرے سامنے سر رکھتا ہوں، تیرے سامنے جھکتا ہوں، تجھ سے ہی اپنی اس پریشانی اور تکلیف اور مشکل کو دور کرنے کی التجا کرتا ہوں۔ میں نے کسی اور کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا۔ یہ تکلیف یا پریشانی جو مجھے آئی ہے میری کسی غلطی کی وجہ سے آئی ہے یا میرے امتحان کے لئے آئی ہے میں اس کی وجہ سے تیرا نافرمان نہیں ہوتا، نہ ہونا چاہتا ہوں، اس کو دور کرنے کے لئے میں کبھی بھی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتا۔ بلکہ صبر سے اس کو برداشت تو کر رہا ہوں لیکن تجھ سے اے میرے پیارے خدا! میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات دے اور ساتھ ہی یہ بھی التجا کرتا ہوں کہ اس امتحان میں، اس ابتلاء میں مجھے اپنے حضور میں ہی جھکائے رکھنا کبھی کسی غیر اللہ کے در پر جانے کی غلطی مجھ سے نہ ہو۔۔۔

(خطبہ جمعہ 13 فروری 2004ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- حمد باری تعالیٰ (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات قسط 21
- کچھ تاریخی عالی شان محلوں اور عمارتوں کی سیر
- میری صحت یابی ایک معجزہ سے کم نہیں
- پروفیسر کرامت راجپوت کا ذکر خیر
- This Week with Huzoor
- وطن سے محبت، ایمان کا حصّہ

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجا لاتا ہے، تو یہ امر اس کے لئے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔

(مسلم کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

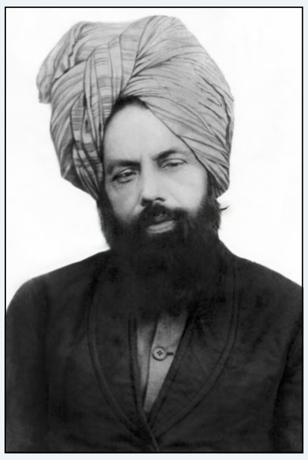

جماعت میں شامل ہونے والوں کو نصائح

ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار، اور برادری الگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بھائی بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء اور رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو، پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء اور رُسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو، تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔

وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔ ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے، اُن سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو، بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش سے مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ تو خود اسے شرم آ جاتی ہے۔ اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 156-157 ایڈیشن 1988ء)

دربارِ خلافت

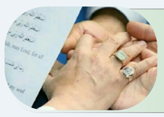

ابراہیمؑ وہ ابراہیمؑ ہے جس نے وفاداری دکھائی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ، اس حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اُس کے لئے صدق دکھایا جائے۔حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرب حاصل کیا تو اُس کی وجہ یہی تھی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وَاِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی (النجم:38)۔ ابراہیمؑ وہ ابراہیمؑ ہے جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے۔ جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذّتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہوجاوے اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو یہ صفت پیدا نہیں ہوسکتی۔ ...‘‘ فرمایا ’’جب تک خالص خدا تعالیٰ ہی کے لئے نہیں ہو جاتا اور اُس کی راہ میں ہر مصیبت کی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ صدق اور اخلاص کا رنگ پیدا ہونا مشکل ہے۔‘‘ فرمایا ’’... اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے۔ اور عمل دُکھ سے آتا ہے۔ لیکن جب انسان خدا کے لئے دُکھ اُٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اُس کو دُکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 2صفحہ 703 ایڈیشن 2003ء)

فرمایا ’’اپنے دل کو غیر سے پاک کرنا اور محبتِ الٰہی سے بھرنا، خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلنا اور جیسے ظلّ اصل کا تابع ہوتا ہے ویسے ہی تابع ہونا کہ اس کی اور خدا کی مرضی ایک ہو، کوئی فرق نہ ہو۔ یہ سب باتیں دعا سے حاصل ہوتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3صفحہ 457 ایڈیشن 2003ء)

اور یہی خصوصیات تھیں، ابراہیم کی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’اسلام کی حقیقت تب کسی میں متحقق ہوسکتی ہے کہ جب اُس کا وجود معہ اپنے تمام باطنی و ظاہری قویٰ کے محض خدا تعالیٰ کے لئے اور اُس کی راہ میں وقف ہو جاوے۔ اور جو امانتیں اُس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں پھر اسی مُعطی حقیقی کو واپس دی جائیں۔ اور نہ صرف اعتقادی طور پر بلکہ عمل کے آئینہ میں بھی اپنے اسلام اور اُس کی حقیقتِ کاملہ کی ساری شکل دکھلائی جاوے۔ یعنی شخص مدعی اسلام‘‘ جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے ’’یہ بات ثابت کر دیوے کہ اُس کے ہاتھ اور پیر اور دل اور دماغ اور اُس کی عقل اور اُس کا فہم اور اُس کا غضب اور اُس کا رحم اور اُس کا حلم اور اُس کا علم اور اُس کی تمام روحانی اور جسمانی قوتیں، اور اُس کی عزت اور اُس کا مال، اور اُس کا آرام اور سرور، اور جو کچھ اُس کا سر کے بالوں سے پیروں کے ناخنوں تک باعتبار ظاہر و باطن کے ہے، یہاں تک کہ اُس کی نیّات اور اُس کے دل کے خطرات‘‘ دل کے خطرات بہت ہوتے ہیں۔ فرمایا ’’نیّات اور اُس کے دل کے خطرات اور اس کے نفس کے جذبات سب خدا تعالیٰ کے ایسے تابع ہو گئے ہیں کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء اُس شخص کے تابع ہوتے ہیں۔ غرض یہ ثابت ہو جائے کہ صدق قدم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو کچھ اُس کا ہے وہ اُس کا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا ہے۔ اور تمام اعضاء اور قُویٰ الٰہی خدمت میں ایسے لگ گئے ہیں کہ گویا وہ جوارح الحق ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5صفحہ 59-60)

یعنی اب اعضاء بھی اللہ تعالیٰ کے ہو گئے ہیں۔ پس یہ ہے وہ مقام جو ہر احمدی کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ جو ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جب یہ مقام ہم حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی حقیقی مسلمان ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں، تبھی ہم خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے والے بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ بحیثیت جماعت، جماعت کی کثرت اس مقام کو حاصل کرنے والی ہو۔ دعاؤں کی طرف توجہ دینے والی ہو۔ ہم حقیقت میں اسلامی رنگ میں رنگین ہونے والے ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے اُن لوگوں میں شمار ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ (النحل:90) کہ فرمانبرداری کے لئے خالص ہو کر اسلام کے احکامات پر عمل کرنے والوں کے لئے بشارت ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملتی ہے تو دشمن کی بیخ کنی اور خاتمہ کے نظارے بھی نظر آتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم میں سے اکثریت کی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو جائے، بلکہ ہر ایک احمدی کی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا ہو اور جلد ہم مخالفین کے انجام کو بھی دیکھنے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ 14/ جون 2013ء)

حمد باری تعالیٰ

چاند سورج اور زمیں میں فاصلے رکھتا ہے کون
کہکشاں میں کہکشاں کے سلسلے رکھتا ہے کون

حسن والے کس کی شہہ پر ناز کرتے ہیں یہاں
عاشقوں کے بستروں پر رتجگے رکھتا ہے کون

کون کہتا ہے کہ آؤ کامیابی کی طرف
ہر کسی کے واسطے یوں در کھلے رکھتا ہے کون

آسماں پر چاند سورج اور زمیں پر تیرا حسن
آئینے کے روبرو یہ آئینے رکھتا ہے کون

کون ہے جو کاٹتا ہے ظالموں کی شاہ رگ
غمزدوں کی چوکھٹوں پر قہقہے رکھتا ہے کون

باپ سے یہ کون کہتا ہے کہ بن جا سائباں
ماں کے دل میں شیر جیسے حوصلے رکھتا ہے کون

اک نگہ سے کون کر دیتا ہے ذرے کو گہر
میرے مرشد کی دعا میں معجزے رکھتا ہے کون

کون کہتا ہے مبارک آج یہ لکھ دے غزل
خوبصورت شاعروں سے رابطے رکھتا ہے کون

مبارک صدیقی۔لندن

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
توکل علی اللہ تعالیٰ

قسط 25

اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کے سپرد ایسا مشکل کام کرتا ہے جو اس ذات بابرکات پر کامل بھروسے اور توکل کے بغیر شروع ہی نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت پر ان کو ایسا اعلیٰ درجے کا یقین ہوتا ہے کہ وہ پورے وثوق سے دعوت الی اللہ کرتے ہیں اور مخالفین کو پوری تحدی سے اپنی کامیابی کے دعوے سناتے ہیں اللہ پاک اپنے وعدوں اور عمل سے یہ حوصلہ بڑھاتا رہتا ہے

یٰقَوۡمِ اِنۡ کَانَ کَبُرَ عَلَیۡکُمۡ مَّقَامِیۡ وَتَذۡکِیۡرِیۡ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَکُمۡ وَشُرَکَآءَکُمۡ ثُمَّ لَا یَکُنۡ اَمۡرُکُمۡ عَلَیۡکُمۡ غُمَّۃً ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَیَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ

(یونس: 72)

اے میری قوم! اگر تم پر میرا موٴقف اور اللہ کے نشانات کے ذریعہ نصیحت کرنا شاق گزرتا ہے تو میں تو اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ پس تم اپنی تمام طاقت اکٹھی کرلو اور اپنے شرکاء کو بھی۔ پھر اپنی طاقت پر تمہیں کوئی اشتباہ نہ رہے پھر کر گزرو جو مجھ سے کرنا ہے اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔

وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَقَدۡ ہَدٰٮنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصۡبِرَنَّ عَلٰی مَاۤ اٰذَیۡتُمُوۡنَا ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ

(ابراہیم:13)

اور ہم کیوں نہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ حالانکہ اس نے ہمیں ہمارے (مناسب حال) راستے ہمیں دکھائے ہیں اور جو تم نے ہمیں تکلیفیں دی ہیں ہم ضرور ان پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔

وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا

اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔

(الاحزاب: 4)

أَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ

(الزمر: 37)

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ

(المؤمن: 52)

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ

(الطلاق: 4)

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اس کی مدد اور حفاظت) کے لیے کافی ہے۔

قُلۡ ہُوَ رَبِّیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡہِ مَتَابِ

(الرعد: 31)

تو کہہ دے وہ میرا ربّ ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں، اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔

پس یہ آپؐ کے توکّل کی قرآنی گواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ اعلان کرنے کے لئے کہہ رہا ہے کہ مَیں جو تیرے دل کا بھی حال جانتا ہوں، مَیں یہ کہتا ہوں کہ اعلان کر دے کہ تو نے ہمیشہ مجھ پر توکّل کیا ہے۔

(بخاری کتاب البیوع باب کراھیۃ السخب فی السوق)

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا ایک نام متوکل رکھا۔حضرت محمد عربی ﷺ اللہ تعالیٰ کی منشا کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے اور سب سے زیادہ عمل کرنے والے تھے آپؐ کی ساری زندگی توکل علی اللہ کے بے نظیر نمونوں سے بھری پڑی ہے۔ سارا بھروسہ، یقین اور توکل قادر و توانا اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ زندگی میں کئی صبر آزما مقامات آئے مگر آپؐ نے توکل علی اللہ کے بہترین نمونے دکھائے آپؐ اپنی طرف سے صدقِ دل سے کوشش کرتے تھے اور پھر کام کے انجام کو خالقِ حقیقی کے سپرد کر دیتے اور کامیابی کیلئے دعا میں لگ جاتے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ آنحضور ﷺ کے توکل کے بارے میں فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑے اس کا نام توکل ہے۔ اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا ہوگا اور اگر نری تدبیر کر کے اس پر بھروسہ کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر توکل نہیں ہے۔ تو وہ تدبیر بھی پھوکی ہوگی۔ ایک شخص اونٹ پر سوار تھا۔ آنحضرت ﷺ کو اس نے دیکھا۔ تعظیم کے لئے نیچے اترا اور ارادہ کیا کہ توکل کرے اور تدبیر نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے مل کر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے۔ واپس آ کر آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں نے توکل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے غلطی کی۔ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا، پھر توکل کرتا تو ٹھیک ہوتا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 566 ایڈیشن 1988ء)

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے اپنا سر اٹھا کر نظر کی تو تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھے اس پر میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی نظر نیچی کرے گا۔ تو ہمیں دیکھ لے گا تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اے ابو بکر ڈرو مت۔ ہم دو ہیں ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

(بخاری کتاب المناقب باب ھجرۃ النبیؐ)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’اللہ اللہ کیا توکل ہے۔ دشمن سر پر کھڑا ہے اور اتنا نزدیک ہے کہ ذرا آنکھ نیچی کرے اور دیکھ لے لیکن آپؐ کو خدا تعالیٰ پر ایسا یقین ہے کہ باوجود سب اسباب مخالف کے جمع ہو جانے کے آپ یہی فرماتے ہیں کہ یہ کیوں کر ہوسکتا ہے خدا تو ہمارے ساتھ ہے پھر وہ کیوں کر دیکھ سکتے ہیں؟‘‘

(سیرۃ النبیؐ صفحہ 94)

اللہ، اللہ، اللہ

ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر آرام کی غرض سے آپؐ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ باقی صحابہ بھی الگ الگ آرام کر رہے تھے۔ ایک دشمن آپؐ کی گھات میں تھا۔ اس نے آپؐ کی تلوار جو درخت سے لٹک رہی تھی۔ سونت لی اور آپؐ کو بیدار کر کے یوں للکارا کہ بتاؤ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ لیٹے ہوئے تھے، کوئی ساتھی اور محافظ پاس نہ تھا، تلوار آپؐ کے سر پر لہرا رہی تھی۔ اس حالت میں تو بڑے بڑے بہادروں کا پتا پانی ہو جاتا ہے۔ لیکن جرأت واستقامت اور توکل علی اللہ کی شان دیکھیے کہ آپؐ نے نہایت پرُسکون اور پر اعتماد انداز میں فرمایا: ’’اللہ، اللہ، اللہ‘‘ یہ پرشوکت لفظ سن کر دشمن پر کپکپی طاری ہوگئی۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپؐ اٹھے، تلوار اپنے ہاتھ میں لی اور حملہ آور سے کہا کہ اب تم بتاؤ کہ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ بے چارہ اس قدر مبہوت ہوا کہ آپؐ کے قدموں میں گر گیا۔ آپؐ نے اسے جانے دیا۔ ایسا توکل، ایسی جرأت اور ایسا عفو تو اس انسان نے کبھی ساری زندگی نہ دیکھا ہو گا۔ اس واقعہ سے اتنا متاثر ہوا کہ واپس اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو دنیا کا بہترین انسان ہے! کیا ہی سچی بات ہے جو اس دیہاتی کی زبان سے جاری ہوئی۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو توکل کا درس دیا۔ فرماتے ہیں:

جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ

’’...میں اللہ کا نام لے کر گھر سے نکلتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں، اور نہ کسی بھی کام کی قدرت میسر آسکتی ہے نہ قوت، مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے... تو اس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تو نے ہدایت پائی، تیری کفالت کر دی گئی، تجھے ہر شر سے بچا دیا گیا اور شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔‘‘

(ابوداؤد، ترمذی)

’’اگر تم اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر اس طرح بھروسہ کرو جیسے اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا جیسے پرندوں کو عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔‘‘

(ترمذی، ابواب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ حدیث 2351)

پھر ایک دعا کا اس طرح ذکر آتا ہے کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ رکوع میں جاتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعۡتُ وَبِکَ آمَنۡتُ وَلَکَ اَسۡلَمۡتُ وَعَلَیۡکَ تَوَکَّلۡتُ أَنۡتَ رَبِّیۡ خَشَعَ سَمۡعِیۡ صَرِیۡ وَدَمِیۡ وَلَحۡمِیۡ وَعَظۡمِیۡ وَعَصَبِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

کہ اے اللہ! مَیں نے تیرے لئے رکوع کیا میں تجھ پر ایمان لایا، تیرے لئے مسلمان ہوا، اور تجھ پر توکل کیا۔ تو ہی میرا رب ہے۔ میری سماعت اور بصارت، خون اور گوشت اور ہڈیاں اور اعصاب اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(النسائی کتاب التطبیق باب نوع آخر)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتل تھے ویسے ہی کامل

متوکّل بھی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم وقبائل کے سرداروں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لئے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اٹھا لیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لئے کہ اس میں خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنا لیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے، جب تک یہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنا لیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنا دے گا۔ جائیداد کھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتّل ہے اور پھر تبتّل اور توکّل توام ہیں۔ یعنی تبتّل کا راز توکّل ہے اور توکّل کی شرط ہے تبتّل۔ یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے۔‘‘

(الحکم جلد 5 نمبر 37، 10/اکتوبر 1901ء صفحہ 3)

آنحضورؐ کے ظل اور عکس
حضرت مسیح موعودؑ کا توکل علی اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ خلق پر مامور فرمایا تو ساتھ ہی ان کی جمعیت خاطر اور تقویت قلب کے لئے اپنی تائید ونصرت پر ایمان کے لئے کثرت سے الہام فرمائے۔ آپؑ کو الہام ہوا:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں

آپؑ نے تحریر فرمایا:

’’اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا پس مجھے اس خدائے عزّ وجلّ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 20)

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کا نام بھی متوکل رکھا۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 183)

لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۔ لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہوگا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی سے نہیں ڈرتے دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 92)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ

یعنی خدا تیرے ساتھ ہے خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 301 حاشیہ)

ایسے لاتعداد الہام ہیں جب یہ یقین ہو کہ خدا ساتھ کھڑا ہے اور طفل شیر خوار کی طرح گود میں رکھتا ہے تو تائید الٰہی پر بھروسے کا عالم آپؑ کی ساری زندگی میں نظر آتا ہے۔ جس طرح ہندو سکھ عیسائی اور مسلم سب مل کر مخالفت پر اتر آئے تھے جہاد کرتے تھے چلے جانا دل گردے کا کام ہے۔ پیشگوئیوں پر اعتراضات سن کر کبھی بھی گھبرائے نہیں بلکہ پورے یقین سے کمال جرأت وحوصلہ سے فرماتے ہیں:

’’میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔‘‘

(اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ 12/جنوری 1889ء مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 208 حاشیہ)

مضمون بالا رہا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ اعظم مذاہب عالم لاہور میں پیش کرنے کے لئے مضمون ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ مکمل کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً یہ خوشخبری دی کہ:

’’مضمون بالا رہا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 291)

آپؑ نے عام جلسے سے پانچ چھ روز قبل ایک اشتہار دیا اور اس میں فرمایا کہ یہ مضمون انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ پس دوست اپنا اپنا حرج بھی کر کے اس مضمون کو سننے کے لیے ضرور تاریخ جلسہ پر آویں۔

آپؑ کا یہ اشتہار جو ایک عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل تھا ملک کے دور دراز مقامات تک پھیلایا گیا، لاہور کے در و دیوار پر بھی چسپاں کیا گیا اور لوگوں میں کثرت سے تقسیم بھی کیا گیا۔ آپؑ کا فرمانا کہ یہ مضمون خاص اللہ کی تائید کا نشان ہے، آپؑ نے تحدی سے لکھا کہ یہ مضمون تمام دیگر تقاریر پر غالب رہے گا، اور آپ کا پورے اعتماد سے لوگوں کو دعوت دینا کہ اپنا حرج کر کے بھی اس مضمون کو سننے کے لیے آئیں اور پھر آپؑ کا قبل از وقت اس الہام کو کثرت سے شائع کر کے لوگوں میں تقسیم کر دینا یہ سب ظاہر کرتا ہے کہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ کے کلام پر اور اس کی نصرت پر کامل یقین تھا۔ ایسا دعویٰ ہرگز انسان کے بس کی بات نہیں کیونکہ کوئی کتنا ہی قادر الکلام کیوں نہ ہو ایسا دعویٰ نہیں کرسکتا لیکن حضرت اقدس علیہ السلام کو خدا کی تائید ونصرت پر کامل یقین تھا۔ اور آپؑ کو پورا اعتماد تھا کہ جس خدا نے مجھے غلبے کا وعدہ دیا ہے وہی لوگوں کے دلوں کو بھی میرے مضمون کی طرف پھیرے گا۔

آپؑ کے مضمون کو ناقابل تردید حقیقت کی طرح پذیرائی حاصل ہوئی۔ ہزاروں لوگ جن میں مخالف بڑی تعداد میں تھے مضمون سننے آئے۔ حاضرین جلسہ کے اصرار پر نہ صرف اُس روز کی کارروائی کے وقت میں اضافہ کیا گیا بلکہ جلسے کا ایک دن صرف اس مضمون کو مکمل کرنے کے لیے مزید بڑھایا گیا۔

اگر میں سچا ہوں تو مسجد مل کے رہے گی

جب جماعت احمدیہ کپورتھلہ کی مسجد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی اور بالآخر یہ معاملہ عدالت میں پہنچا تو جس جج کے پاس یہ مقدمہ گیا وہ جماعت کا سخت مخالف تھا۔ اس کی وجہ سے کپورتھلہ کی جماعت کو بڑی فکر ہوئی اور وہ اسی فکرمندی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کرتے۔ ایک دن حضرت اقدسؑ نے غیرت اور جلال سے فرمایا:

’’گھبراؤ نہیں۔ اگر میں سچا ہوں تو یہ مسجد تمہیں ضرور مل کر رہے گی۔‘‘

اس جج نے کپورتھلہ کے احمدیوں کے خلاف فیصلہ لکھ دیا جس دن اس نے فیصلہ سنانا تھا اس روز وہ صبح دفتر آنے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ اچانک اس کو دل کا حملہ ہوا اور وہ ختم ہوگیا۔ فیصلہ سنانے کی نوبت نہ آئی۔ دوسرے جج نے احمدیوں کے حق میں فیصلہ دیا۔

(خلاصہ از سیرت المہدی مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے روایت 79)

جب میرا کیسہ خالی ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی کفالت پر کس قدر بھروسہ تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں جیسے سخت حبس ہوتا ہے اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے، لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی۔ ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1 صفحہ 297)

پھر آپؑ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں:

’’جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے جو ذوق و سرور خدا تعالیٰ پر توکل کا اُس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اُس کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 297)

کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ میں ایسے فنا تھے اور خدا بھی آپ سے ایسی محبت کرتا تھا کہ آپ کو اپنے رب کی غیرمعمولی تائید ونصرت اور حفاظت پر ناز تھا۔ ایک دفعہ جب ایک ہندو نے اسلام پر یہ اعتراض کیا کہ قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ بات قانون قدرت کے خلاف بیان کی ہے کہ دشمنوں نے ان کو آگ میں ڈالا اور خدا کے حکم سے آگ ان پر ٹھنڈی ہوگئی تو حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ حقیقی آگ مراد نہیں بلکہ جنگ اور مخالفت کی آگ مراد ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ جواب سنا تو آپؑ نے بڑے جلال کے ساتھ فرمایا:

’’اس تاویل کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابراہیم کا زمانہ تو گزر چکا۔ اب ہم خدا کی طرف سے اس زمانہ میں موجود ہیں ہمیں کوئی دشمن آگ میں ڈال کر دیکھ لے کہ خدا اُس آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے کہ نہیں۔ آج اگر کوئی دشمن ہمیں آگ میں ڈالے گا تو خدا کے فضل سے ہم پر بھی آگ ٹھنڈی ہوگی۔‘‘

(سیرت المہدی، مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے، روایت 147)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے حفاظت کا بار بار وعدہ فرمایا:

’’خدا نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے وہ وعدہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا ہے۔ پس اسے کوئی مخالف آزمالے اور آگ جلا کر ہمیں اس میں ڈال دے آگ ہرگز ہم پر کام نہ کرے گی اور وہ ضرور ہمیں اپنے وعدہ کے مطابق بچالے گا لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم خود آگ میں کودتے پھریں یہ طریق انبیاء کا نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ

(البقرہ:196)

"پس ہم خود آگ میں دیدہ دانستہ نہیں پڑتے بلکہ یہ حفاظت کا وعدہ دشمنوں کے مقابلہ پر ہے کہ اگر وہ آگ میں ہمیں جلانا چاہیں تو ہم ہرگز نہیں جلیں گے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 480)

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

خدا تعالیٰ نے تو حضرت اقدس علیہ السلام کو الہاماً یہ بھی فرمایا کہ تو لوگوں سے کہہ دے:

"آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔"

(البدر جلد 1 نمبر 5 6 28/نومبر 5/دسمبر 1902ء صفحہ 34)

ہے سر رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اے شریرانِ دیار

اللہ تعالیٰ کے لیے لوہے کے کنگن

"ایک بار جب سپرنٹنڈنٹ پولیس لیکھرام کے قتل کے شبہ میں اچانک قادیان آیا اور حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کو اِس کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس گئے۔ غلبہ رقت کی وجہ سے بڑی مشکل سے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ وارنٹ گرفتاری کے ساتھ ہتھکڑیاں لیے ہوئے آ رہا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام اس وقت اپنی کتاب "نور القرآن" تصنیف فرما رہے تھے سر اٹھا کر اطمینان سے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"میر صاحب! لوگ خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لیے۔ مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے خلفائے ماموریں کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 279)

طاعون کے زمانے میں آپ کا یقین اور توکل

جس زمانے میں طاعون زوروں پر تھا اور پورے ہندوستان میں شہروں کے شہر خالی ہو رہے تھے انگریز حکومت نے ٹیکے کا انتظام کیا تا کہ لوگوں کی جان بچائی جا سکے۔ طاعون کے پھوٹنے سے بہت پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اس ملک میں نشان کے طور پر طاعون پھیلے گا اور اُس وقت چونکہ طاعون کا نام و نشان نہ تھا لوگوں نے آپ کا خوب استہزا کیا۔ آپ نے یہ پیشگوئی بھی شائع فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ:

"اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ"

یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا۔

(الحکم جلد 6 نمبر 16 مورخہ 30/اپریل 1902ء صفحہ 7)

طاعون کی وجہ سے چاروں طرف موتا موتی کا عالم تھا۔ لیکن ذرا دیکھیے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو خدا کی نصرت پر کیسا اعلیٰ درجے کا یقین تھا۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ طاعون میری تائید میں ایک نشان ہے اس لیے اگر ٹیکہ لگوا کے ہم اس وبا سے محفوظ رہے تو اس نشان کی عظمت کو کم کرنے والے ہوں گے۔ لہٰذا میں ٹیکہ نہیں لگواؤں گا اور اس کے باوجود طاعون سے بچایا جاؤں گا بلکہ وہ سب بھی بچائے جائیں گے جو میری چار دیواری کے اندر رہتے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میری جماعت بھی نسبتاً و مقابلۃً طاعون کے حملے سے بچی رہے گی۔ پس نہ صرف آپ خود محفوظ رہے بلکہ آپ کے سچے پیروکار بھی اس مہلک بیماری سے ٹیکا لگوائے بغیر اللہ کی حفاظت میں رہے۔

اسی زمانے میں مولوی محمد علی صاحب جو ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں مقام پذیر تھے ان کو بخار ہوگیا۔ مولوی صاحب نے گھبراہٹ کے عالم میں حضورؑ سے ذکر کیا اور یہ فکر ظاہر کی کہ انہیں طاعون ہوگیا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انتہائی اعتماد اور یقین سے فرمایا:

"مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہوگئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔"

(خلاصہ از حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 265)

اور پھر چند ہی لمحات میں بخار بھی اتر گیا اور آپ بالکل صحت یاب ہوگئے

جس زمانے میں حضرت اقدس علیہ السلام کے خلاف کرم دین کی طرف سے ایک لمبا مقدمہ چل رہا تھا آریوں نے اس کیس کے ہندو مجسٹریٹ کو جس کا نام چندو لال تھا خوب اکسایا اور حضرت اقدسؑ کا نام لے کر اسے کہا کہ یہ شخص ہمارا سخت دشمن اور ہمارے لیڈر لیکھرام کا قاتل ہے۔ اب وہ آپ کے ہاتھ میں شکار ہے اور ساری قوم کی نظر آپ کی طرف ہے۔ اگر آپ نے اس شکار کو ہاتھ سے جانے دیا تو آپ قوم کے دشمن ہوں گے۔ اس پر مجسٹریٹ نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ اگلی پیشی میں وہ کچھ ایسا کرے گا کہ بغیر ضمانت قبول کیے نعوذ باللہ حضور کو گرفتار کروا کے حوالات میں دے دے گا۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے جاں نثار صحابہ کو اس کی خبر قبل از وقت مل گئی تھی اور سب بے حد پریشان تھے۔ جب یہ سارا ماجرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا گیا اور شکار کا لفظ آیا تو حضرت صاحب لیٹے ہوئے تھے۔ آپ یکلخت اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ کی آنکھیں چمک اُٹھیں اور چہرہ سُرخ ہوگیا اور آپ نے فرمایا:

"میں اُس کا شکار ہوں! میں شکار نہیں ہوں۔ میں شیر ہوں، اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو دیکھے۔"

یہ الفاظ کہتے ہوئے آپ کی آواز اتنی بلند ہوگئی کہ کمرے کے باہر بھی سب لوگ چونک اُٹھے۔ حضور نے کئی دفعہ خدا کے شیر کے الفاظ دوہرائے اور اُس وقت آپ کی آنکھیں جو ہمیشہ جھکی ہوئی اور نیم بند رہتی تھیں واقعی شیر کی آنکھوں کی طرح کھل کر شعلہ کی طرح چمکتی تھیں اور چہرہ اتنا سرخ تھا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا:

"میں کیا کروں میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔"

(سیرت المہدی مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے روایت 107)

جس پیشی میں اس مجسٹریٹ کا ارادہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حوالات میں دے دے گا وہ پیشی ملتوی ہوگئی۔ مجسٹریٹ کا گورداسپور سے تبادلہ ہوگیا۔ اور پھر اس کا تنزل بھی ہو گیا۔ پس جو کہتا تھا کہ مسیح دوراں اس کا شکار ہے وہ خود ذلت کا شکار ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام اور خدا کا کلام:

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

کہ جو تیری ذلت کا ارادہ کرے گا میں اسے ذلیل کر دوں گا ایک قہری تجلی کے ساتھ پورا ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے ان گنت نشان اور ان گنت واقعات کا احاطہ ممکن نہیں۔ دعا ہے کہ ہمیں بھی اپنے پیاروں کی اتباع میں توکل کی حقیقی روح پر قائم رہنے کی توفیق ملے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

بقیہ: پروفیسر کرامت راجپوت ...... از صفحہ 12

قدم قدم تھے ضوفشاں، مسیح وقت کے نشاں
"بڑھے چلو، بڑھے چلو" یہ کہہ رہی تھیں دھڑکنیں
وہ قادیاں کی رونقیں! وہ کُو بکُو محبتیں!
خدا کرے ہمیں ملیں، جہاں کہیں بھی ہم رہیں
طبیعتوں میں اک الگ، عجیب سا نکھار تھا
آرزو تھی مضطرب، ہر ایک دل میں پیار تھا
نفس نفس تھا مطمئن ہر اک طرف قرار تھا
جبیں جبیں تھی سجدہ ریز، برس رہی تھیں رحمتیں
وہ قادیاں کی رونقیں! وہ کُو بکُو محبتیں!
خدا کرے ہمیں ملیں، جہاں کہیں بھی ہم رہیں

سال 2021 کے اوائل میں آپ کو جگر کا عارضہ لاحق ہوا تو صحت گرنی شروع ہوئی لیکن آپ کے مشاغل میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ معمول کے مطابق والدہ کو ڈائیلیسز کے لئے لے کر جاتے اور اپنے حلقہ احباب کے ساتھ تعلق قائم رکھتے۔ صحت کی بتدریج گراوٹ کی وجہ سے آخری چند ہفتوں میں نقاہت و کمزوری بڑھتی گئی اور 30 مارچ کو اسپتال میں مختصر علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

آج جب اُن کی زیر تکمیل مجموعہ کلام "دار و رسن" کو دیکھ رہا تھا، اور 1972 کی لکھی ایک غزل سامنے آئی تو یوں لگا جیسے اُن کی زندگی کا نچوڑ اور خلاصہ ہو۔ اسی غزل پر اپنے پیارے والد صاحب کا ذکرِ خیر اس دُعا کے ساتھ مکمل کرتا ہوں، حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا!

ہر گام پر دیا سا جلاتا چلا گیا
یُوں شامِ غم کا ساتھ نبھاتا چلا گیا
میں ہوں صدائے قلب، محبت ہے میرا نام
میں دِل کو دِل کی بات سُناتا چلا گیا
دینے کو میرے پاس فقط ایک جام تھا
میں قطرہ قطرہ سب کو پِلاتا چلا گیا
دستِ دُعا تھا کوئی مرے ساتھ اِس طرح
سوئے نصیب جو کہ جگاتا چلا گیا
دُشمن نہیں ہے کوئی مرا، سُن میرے رفیق
رُوٹھے ہُووں کو روز مناتا چلا گیا
پہنچا دیارِ عشق میں مَیں اسطرح ندیم
میں آگ نفرتوں کی بجھا تا چلا گیا

مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 21

سوال:۔ ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو زہر دینے والی عورت کے بارہ میں حضور نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے اسے معاف کر دیا تھا جبکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے اسے قتل کروا دیا تھا، اس بارہ میں مزید راہنمائی کی درخواست ہے۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 فروری 2020ء میں اس بارہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

جواب:۔ اس مسئلہ میں علماء حدیث میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن زیادہ مستند اور ثقہ کتب احادیث میں بیان احادیث کے مطابق یہی مسلک درست ہے کہ اس عورت کے حضور ﷺ کے قتل کی کھلی کھلی سازش کرنے کے باوجود حضور ﷺ نے اسے معاف فرما دیا تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اس زہر کی کاٹ آخری عمر تک آپ کے گلے میں محسوس ہوتی رہی لیکن آپ ﷺ نے اپنی خاطر اس عورت کو کوئی سزا نہیں دی۔ جبکہ دنیا میں زمانہ قدیم میں بھی اور آج کے ترقی یافتہ زمانہ میں بھی کسی بادشاہ یا سربراہ حکومت کے قتل کی صرف منصوبہ بندی پر موت کی سزائیں دی جاتی ہیں۔

بعض محدثین نے اس اختلاف کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے پہلے اس عورت کو کوئی سزا نہیں دی تھی لیکن جب حضرت بشر بن براءؓ کی اس زہر آلود گوشت کے کھانے سے وفات ہوگئی تو آپ ﷺ نے قصاص کے طور پر اس عورت کو قتل کروا دیا۔ اگر یہ توجیہہ درست بھی ہو تو حضور ﷺ کی سیرت کا یہ پہلو جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، اس واقعہ میں بھی بہت نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔

سوال:۔ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا ہے کہ بچے اکثر سوال کرتے ہیں کہ جب ہم اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوئے تو خدا تعالیٰ کے احکامات کی پیروی ہم پر کیوں لازم ہے؟ نیز لکھا کہ دعائے قنوت میں جو یہ فقرہ ہے کہ ’’ہم چھوڑتے ہیں تیرے نافرمان کو‘‘، تو کیا اس مراد نافرمان اولاد اور افراد جماعت بھی ہو سکتے ہیں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں ان سوالات کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ ایک بچہ کو اس کے والدین کی خواہش کے مطابق پیدا کرتا ہے۔ پھر والدین کو نصیحت کرتا ہے کہ اولاد کے نیک اور صالح ہونے کیلئے دعا کرو اور اس غرض کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دعا بھی سکھائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیکر اسے سوچنے کیلئے ذہن اور زندگی گزارنے کیلئے مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ پھر اسے اچھے اور بُرے کی پہچان کروا کر آزاد چھوڑ دیا اور اسے کہا کہ اگر اس دنیا کی عارضی زندگی میں اچھے کام کرو گے تو آخرت کی دائمی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے مختلف قسم کے انعامات کے وارث قرار پاؤ گے لیکن اگر بُرے کام کرو گے تو شیطان کے قبضہ میں چلے جاؤ گے جس کی وجہ سے ایک تو قسما قسم کے ان انعامات سے محروم رہو گے اور دوسرا شیطان کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے جن روحانی بیماریوں کا شکار ہو گے ان کے علاج کیلئے اخروی زندگی کی جہنم میں جو کہ وہاں کا ہسپتال ہے طرح طرح کے تکلیف دہ علاجوں سے گزرنا پڑے گا۔ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ اور شیطان کے جس مقالمہ کو ہمارے لئے بیان کیا ہے اس میں بھی یہی مضمون ہے کہ جب شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں انسانوں کو تیری راہ سے بھکاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے اور میں اپنے ان بندوں کو جنت جیسے انعامات سے نوازوں گا اور جو تیری بات مانیں گے تو میں ان سے جہنم کو بھروں گا۔

پس اب یہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ خود سوچے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کر کے اس کے انعامات کا وارث بننا ہے یا شیطان کی راہ اختیار کر کے جہنم کی سزاؤں کا حقدار بننا ہے۔

جہاں تک دعائے قنوت کے فقرہ کا تعلق ہے تو اس سے مراد وہ فاسق و فاجر کفار ہیں جنہوں نے منافقت اور دھوکہ کے ساتھ مسلمانوں کا قتل و غارت کیا اور انہیں طرح طرح کے نقصان پہنچائے۔ چنانچہ بئر معونہ اور رجیع جیسے واقعات کے بعد ہی حضور ﷺ نے قنوت فرمایا۔ پس والدین کی نافرمان اولاد یا نظام جماعت سے انتظامی سزا پانے والے افراد جماعت اس سے مراد نہیں ہو سکتے۔

البتہ انتظامی سزا پانے والے ایسے افراد جماعت جن پر ان سزاؤں کا بظاہر کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کی جھوٹی اناؤں نے انہیں اپنے قبضہ میں لیا ہوتا ہے اور وہ بھول جاتے ہیں کہ نظام جماعت کی اطاعت کرنی ہے۔ ایسے لوگوں کو اس سزا کا احساس دلانے کیلئے باقی افراد جماعت کا فرض بنتا ہے کہ ان کے ساتھ مجلسوں میں نہ بیٹھیں، انہیں اپنی دعوتوں میں نہ بلائیں اور نہ انہیں اپنی خوشیوں میں شامل کریں۔ کیونکہ جماعتی تعزیر ایک معاشرتی دباؤ کیلئے دی جاتی ہے۔ تاہم بیوی بچوں اور والدین کو ان کے ساتھ تعلقات رکھنے کی اس لئے اجازت دی جاتی ہے کہ وہ انہیں سمجھائیں اور نظام جماعت کا مطیع و فرمانبردار اور صحت مند فرد بنانے کی کوشش کریں۔

سوال:۔ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ کیا کسی کی موت کا انجام اس کے مذہبی عقائد پر منحصر ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں اس مسئلہ کے بارہ میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کو اس لئے مبعوث کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور لوگ اس دنیا کی عارضی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق گزار کر اخروی زندگی کے دائمی انعامات کے وارث بنیں اور شیطانی راستوں کو ترک کر کے اخروی عذاب سے بچیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔

لیکن کسی کے جنت یا دوزخ میں جانے کے فیصلہ کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ اور وہ فرماتا ہے کہ میں شرک کے سوا تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں۔ پس کسی عام انسان کو اختیار نہیں کہ وہ دوسروں کے جنت یا دوزخ میں جانے کا فتویٰ دے۔ البتہ خدا کے نبی اور فرستادے چونکہ خدا سے غیب کا علم پاتے ہیں اس لئے جب کوئی نبی یا فرستادہ کسی کے بارہ میں کوئی بات کہتا ہے تو وہ بات دراصل خدا تعالیٰ کے ہی علم پر مبنی اور عین صداقت ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزارہ لوگوں نے مرنے والے کا ذکر خیر کیا تو آپ نے فرمایا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ پھر ایک دوسرا جنازہ گزار تو لوگوں نے مرنے والے کی برائیوں کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا اس کیلئے جہنم واجب ہوگئی۔ اور پھر فرمایا کہ مؤمن لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ وہ کسی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بھی اجر ضرور اسے دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کیلئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا۔ کیا اس کا ثواب بھی مجھے ملے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھے اسلام کی طرف کھینچ لائے ہیں۔

پس کسی کی موت پر اس کے مذہبی عقائد کی بناء پر اس کیلئے جنت یا جہنم کا فیصلہ کرنا کسی عام انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے یا اس کی نیابت میں اس کے نبیوں اور فرستادوں کا ہے۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ جلسہ جرمنی میں ایک تقریر میں دجال کو ایک شخص کی بجائے استعارہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا لیکن گزشتہ دنوں ایک ویڈیو میں صحیح مسلم کی ایک حدیث کا ذکر تھا جس میں دجال کو ایک مجسم انسان قرار دیا گیا ہے۔ کیا یہ حدیث Authentic ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ دراصل آخری زمانہ میں اسلام نے جن مصائب اور فتنوں سے دوچار ہونا تھا، ان میں دجال اور یاجوج ماجوج کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں مختلف پیرایوں میں ان فتنوں کا ذکر موجود ہے اور آنحضور ﷺ نے بھی مختلف انداز میں ان فتنوں سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا ہے، جس کا ذکر کئی احادیث میں بیان ہوا ہے۔ انہیں میں سے ایک حدیث صحیح مسلم کی بھی ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث بھی اس مضمون سے تعلق رکھنے والی دیگر احادیث کی طرح کشفی نظارہ اور استعارات پر مشتمل ہے۔ اگر اس حدیث میں بیان امور حقیقت پر مبنی ہوتے تو اس راوی کے علاوہ بھی کئی اور لوگوں نے اس حدیث میں بیان اس جساسہ اور دیوہیکل دجال کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہوتا۔ پس کسی اور کا اس حدیث میں بیان امور کے بارہ میں اپنا ظاہری مشاہدہ بیان نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک کشفی نظارہ تھا۔

باقی جہاں تک دجال اور جاجوج ماجوج کی حقیقت کا تعلق ہے تو یہ ایک ہی فتنہ کے مختلف مظاہر ہیں۔ دجال اس فتنہ کے مذہبی پہلو کا نام ہے۔

جس کا مطلب ہے کہ یہ گروہ آخری زمانہ میں لوگوں کے مذہبی عقائد اور مذہبی خیالات میں فساد پیدا کرے گا۔ اور اس زمانہ میں جو گروہ سیاسی حالات کو خراب کرے گا اور سیاسی امن و امان کو تباہ و برباد کرے گا اس کو یاجوج ماجوج کا نام دیا گیا ہے۔ اور ہر دو سے مراد مغربی عیسائی اقوام کی دنیوی طاقت اور ان کا مذہبی پہلو ہے۔

لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعہ ہمیں یہ خبر دی کہ جب دجال اور یاجوج ماجوج کے فتنے برپا ہوں گے اور اسلام کمزور ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسلام کی حفاظت کیلئے مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس مادی طاقت نہ ہو گی لیکن مسیح موعود کی جماعت دعاؤں اور تبلیغ کے ساتھ کام کرتی چلی جائے گی۔ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ ان فتنوں کو خود ہلاک کر دے گا۔

سوال:۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اطفال الاحمدیہ جرمنی کی Virtual ملاقات مؤرخہ 29 نومبر 2020ء میں ایک طفل کے اس سوال پر کہ آجکل کے حالات کی وجہ سے غیر مسلم، مسلمانوں سے ڈرتے ہیں۔ ہم انہیں کیسے تسلی دے سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

جواب:۔ ہم تو ہمیشہ سے ہی کوشش کر رہے ہیں، پچھلے کئی سالوں سے کوشش کر رہے ہیں۔ اسی لئے میں Peace Symposium بھی کرتا ہوں۔ تم لوگوں کو بھی کہتا ہوں کہ Peace Symposium کرو۔ Peace کے پمفلٹ تقسیم کرو۔ لوگوں کو بتاؤ کہ اسلام کی اصل تعلیم کیا ہے۔ اسلام کی اصل تعلیم تو پیار اور محبت کی تعلیم ہے۔ لوگوں کو بتاؤ گے تو ان کا ڈر دور ہو گا۔ ہماری کوشش جتنی زیادہ ہو گی اتنی لوگوں میں Awareness زیادہ پیدا ہو گی، لوگوں کو اسلام کے بارہ میں صحیح حالات کا علم ہو گا۔ اس لئے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بتائیں، اپنے دوستوں کو بتائیں۔ سکول میں تمہارے دوست ہوں گے۔ ان کو بتاؤ کہ اسلام کی اصل تعلیم کیا ہے۔ اصل تعلیم تو یہ ہے کہ پیار اور محبت۔ اور اسلام کسی قسم کی جنگ اور جہاد کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلام نے جہاں جنگ کی اجازت دی ہے یا جہاد کی اجازت دی ہے، وہاں جب جہاد کرنے کا پہلا حکم اترا تو اللہ میاں نے قرآن کریم میں لکھا کہ تمہیں جہاد کی اس لئے اجازت دی جا رہی ہے کہ یہ لوگ تم پہ ظلم کر رہے ہیں اور اگر ان کے ظلم کو نہیں روکو گے تو پھر نہ کوئی چرچ باقی رہے گا اور نہ کوئی یہودیوں کا Synagogue باقی رہے گا، نہ کوئی ٹیمپل باقی رہے گا اور نہ کوئی مسجد باقی رہے گی۔ تو اسلام نے اگر جہاد کی اجازت دی ہے تو مذہب کو Secure کرنے کیلئے دی ہے، مذہب کو محفوظ کرنے کیلئے دی ہے۔ اسلام نے کہیں یہ اجازت نہیں دی کہ مذہب پھیلانے کیلئے تمہیں جہاد کرنے اور قتل کرنے کی اجازت ہے۔ اسلام تو کہتا ہے کہ اگر تم دیکھو کہ عیسائیوں کے چرچ پہ کوئی حملہ کر رہا ہے تو مسلمان کا فرض ہے کہ جائے اور عیسائیوں کے چرچ کو بچائے۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر یہودیوں کے Synagogue پہ کوئی حملہ کر رہا ہے تو تم جاؤ اور یہودیوں کے Synagogue کو بچاؤ۔ اسلام کہتا ہے کہ ہندوؤں کے ٹیمپل پہ کوئی حملہ کر رہا ہے تو تم جاؤ اور اس کو بچاؤ اور اس طرح تم اپنی مسجد کو بھی بچاؤ۔ اسلام تو سب کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لئے لوگوں کو یہ کھل کے بتانا پڑے گا، اپنے دوستوں کو بتاؤ کہ قرآن کریم میں یہ لکھا ہوا ہے۔ لوگوں کو یہ بتاؤ کہ یہ لوگ جو مسلمان بنے پھرتے ہیں، جو Jihadist ہیں یا جو Extremists ہیں، یہ جو شدت پسند ہیں یہ غلط باتیں پھیلا رہے ہیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں پھیلا رہے۔ جب تم بتاؤ گے تو لوگوں کو پتہ لگ جائے گا کہ اسلام کتنا امن قائم کرنے والا اور پیار کرنے والا مذہب ہے۔ ٹھیک ہے؟

سوال:۔ اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے عرض کیا کہ جب کوئی مسلمان فوت ہوتا ہے تو ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھتے ہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم فوت ہو تو کیا ہم اس کیلئے بھی یہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:۔

جواب:۔ اگر ہمیں اس کا افسوس ہے۔ یا وہ تعلق والا ہے تو ظاہر ہے اسی طرح پڑھنا ہے کہ ہم سارے اللہ کے پاس ہی جانے والے ہیں۔ جانا تو سب نے اللہ کے حضور ہی ہے۔ آگے اللہ نے ان سے کیسا سلوک کرنا ہے یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی غیر مسلم بھی ہو لیکن اس کی کوئی نیکی اللہ کو پسند آ جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ بخشنے کا سامان کر دے۔ یا جو بھی اس سے سلوک کرنا ہے وہ کرے۔ اِنَّا لِلّٰہِ اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ اگر کوئی بھی نقصان ہو تو اس کا مداوا کرنا، اس کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ تو ہم یہ پڑھتے ہیں کہ ہم اللہ کیلئے ہیں اور اسی کی طرف ہر نقصان پہ اور ہر معاملہ میں رجوع کرتے ہیں۔ اگر ہمارا کوئی دوست ہے یا ہمارا کوئی ایسا ہمدرد ہے جس نے ہمارے ساتھ نیکی کی ہو اس پہ اگر ہم یہ دعا دیدیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی اللہ کے پاس گیا اور ہم نے بھی اللہ کے پاس جانا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمیں جو نقصان ہوا وہ اللہ تعالیٰ پورا کرے اور اس کی کسی بھی حرکت یا بات پہ کوئی نیک سلوک ہوسکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اس سے کر دے۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ اس لئے پڑھی جاتی ہے کہ ہم اللہ سے یہ مانگتے ہیں کہ ہمارا نقصان پورا ہو جائے۔ اس کے مرنے سے ہمیں جو افسوس ہے، ہمارا صدمہ ہے وہ اللہ تعالیٰ دور فرمائے کیونکہ ہم اللہ کیلئے ہیں اور ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کوئی بھی نقصان ہو۔ جان کا نقصان ہو یا مال کا نقصان ہو یا کسی بھی قسم کا نقصان ہو۔ کسی کے مرنے پہ ضروری نہیں ہے۔ کسی کو کوئی مالی نقصان بھی ہو۔ تمہارے پیسے ضائع ہو جائیں تب بھی تم اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے ہو۔ اس لئے کہ ہم نے ہر معاملہ میں اللہ کی طرف ہی جانا ہے۔ کسی پر انحصار نہیں کرنا۔ تو اس لئے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جس کو تم جانتے ہو اور وہ تمہارا قریبی ہے اور اس سے تمہیں فائدہ بھی پہنچتا ہے اس کے فوت ہونے سے تم اگر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے بھی ہر ایک کیلئے اللہ تعالیٰ سے رحم مانگ لینا چاہئے، سوائے اس کے کہ وہ مشرک ہو۔ مشرک یعنی شرک کرنے والا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر شرک کرتا ہے اس کیلئے دعا نہیں کرنی۔ باقی جو مذہب کو مانتے ہیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے رحم کی دعا بھی کی جاسکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال:۔ اسی Virtual ملاقات مؤرخہ 29 نومبر 2020ء میں ایک اور طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ جب ہماری تقدیر لکھ دیتا ہے تو پھر ہم دعا کیوں کرتے ہیں، ہمیں دعا کی کیا ضرورت ہوتی ہے؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جواب:۔ بعض تقدیریں ایسی ہیں جو ٹل نہیں سکتیں اور بعض تقدیریں ایسی ہیں جو ٹل جاتی ہیں۔ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ مثلاً موت ہے۔ ہر ایک نے مرنا ہے، یہ تو ثابت شدہ ہے۔ کوئی انسان ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ لیکن ایک شخص بیمار ہوتا ہے۔ اور ایسی حالت میں وہ پہنچ جاتا ہے جہاں ڈاکٹر جواب دیدیتے ہیں کہ مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن ہم دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دعا قبول کر لیتا ہے اور اس کو اس موت کے منہ سے واپس لے آتا ہے، زندہ کر دیتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی تقدیر ہے جو دعا سے ٹل گئی۔ Ultimately اس نے ایک لمبی عمر ستر سال، اسی سال، نوے سال پا کے مرنا ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

گر سو برس رہا ہے
آخر کو پھر جدا ہے

سو سال بھی کوئی زندہ رہے گا آخر کو مرنا ہی ہے۔ لیکن ایک ایسی عمر ہے مثلاً جوانی میں اگر کسی کی اس وقت ایسی مرنے کی حالت ہو جاتی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ٹال دیتا اور اس کو عمر لمبی دیدیتا ہے۔ اور کئی ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ لوگ مجھے بھی دعا کیلئے لکھتے ہیں۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ اور اللہ کے فضل سے وہ دعا قبول بھی ہو جاتی ہے۔ لوگ بھی اپنی دعا کے واقعات لکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے دعا سے وہ نقصان جو ان کو ہونا تھا اس سے وہ ٹال دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہی یہ کام ہو رہا ہے۔ لیکن اگر ہم دعا نہیں کریں گے، کوشش نہیں کریں گے تو پھر جو اس تقدیر کا نتیجہ نکلنا ہے وہ نکلے گا۔ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جو تقدیریں ٹلنے والی ہیں وہ ٹل جائیں اور ان کے بہتر نتائج پیدا ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں رکھی ہیں۔ ایک فائدہ والی، ایک نقصان والی۔ اب اگر ہم اللہ تعالیٰ کی بات مان لیتے ہیں تو ہمیں فائدہ والی تقدیر فائدہ دیدے گی۔ تو کوشش بھی کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی بات نہیں مانتے۔ اور اس کے بارہ میں صحیح کام بھی نہیں کرتے اور دعا بھی نہیں کرتے تو اس تقدیر کا جو منفی پہلو ہے وہ ظاہر ہو جائے گا۔ تو دو تقدیریں ہوتی ہیں ایک ٹلنے والی تقدیر اور ایک نہ ٹلنے والی تقدیر۔ نہ ٹلنے والی تقدیر اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں کہ یہ ہونا ہی ہونا ہے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ دعا نہیں سنتا اور وہ تقدیر نہیں ٹلتی۔ اور جو ٹلنے والی تقدیر ہے اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ دعاؤں سے، انسان کی کوشش سے اس کو ٹال دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تم دعا کرو تو تمہارا میرے سے تعلق بھی پیدا ہو گا، تمہارا مجھ پہ ایمان بھی زیادہ ہو گا اور پھر اس کے نتیجہ میں تم مزید ایمان میں اور روحانیت میں بڑھو گے اور اس سے پھر تمہیں فائدہ ہو گا۔ ٹھیک ہے؟

دعا کا تحفہ

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۱۹۵﴾

(آل عمران: 195)

اے ہمارے رب! ہمیں وہ (کچھ) دے جس کا تو نے اپنے رسولوں (کی زبان پر) ہم سے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ذلیل نہ کرنا۔ تو اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 9)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

علامہ محمد عمر تماپوری۔ انڈیا

کچھ تاریخی عالی شان محلوں اور عمارتوں کی سیر

میسور پیلس، انڈیا

راجہ اور مہاراجوں کے زمانہ میں تعمیر شدہ محل اور عمارتیں صدیوں بعد آج بھی بڑی مضبوطی سے کھڑے ہیں۔ ان میں سے تو کچھ اس قدر خوبصورت اور شاندار ہیں انہیں راشٹریہ دھروہر مانا جاتا ہے ۔ آپ کو یہاں دیش و دنیا کے سب سے خوبصورت اور عالیشان محلوں اور عمارتوں سے متعارف کرایا جا رہا ہے۔

میسور پیلس، انڈیا

جنوب ہند کے شہر میسور میں واقع ہے۔شاہی پری وار کی رہائش گاہ تھی۔ اس محل میں دو دربار ہال ہیں جہاں پرانے وقتوں میں بادشاہوں کی شاہی عدالتیں لگا کرتی تھیں۔ انڈیا میں سیاحوں کے لئے شاہی عمارتوں میں تاج محل کے بعد میسور پیلس ہی سب سے بڑا پرکشش مرکز ہے۔ دنیا بھر سے سیاح یہاں آ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔

تاج محل آگرہ انڈیا

تاج محل مقبرہ ملکہ ممتاز محل (ارجمند بانو) زوجہ شاہ جہاں 17 ویں 18 ویں صدی میں انڈیا کے شہر آگرہ میں واقع سنگ مرمر سے بنی ایک عالیشان عمارت جسے مغل دور کے بادشاہ شہنشاہ شاہ جہاں نے اپنی بیوی کی محبت میں لافانی یادگار کے طور پر دریائے جمنا کے ساحل پر بنایا تھا۔ تاج محل دل کو لبھانے والی عمارت ہے۔ لوگ اس کے پہلو میں بیٹھ کر سکون حاصل کرتے ہیں۔ محبت اور پیار کی لازوال کہانی ہے جو سفید سنگ مرمر سے مرصع ہے۔ تاج محل کو دنیا بھر میں محبت و پیار کی ایک زندہ علامت کے طور پر دیکھا جاتا ہے ۔ یہاں پر لاکھوں سیاح آتے ہیں ۔ اس پر دو الگ الگ نظریہ ہیں۔

ایک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لیکر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مزاق

ساحر لدھیانوی

ایک شہنشاہ نے بنوا کے حسین تاج محل
ساری دنیا کو محبت کی نشانی دی ہے

شکیل بدایونی

فاربڈن سٹی، چین

چین کے شہر بیجنگ کے درمیان موجود یہ محل دنیا کے سب سے خوبصورت شاہی محلوں میں گنا جاتا ہے ۔ اس محل کی تعمیر 1406 سے لے کر 1420 تک کے درمیان میں ہوئی تھی ۔ یہ 500 سالوں تک کئی سمراٹوں کی جائے رہائش رہی ہے۔ اب یہ چینی حکومت کے رسمی اور سیاسی مرکز کی جگہ ہے۔ یہ محل 7ء20ء000 سکوائر میٹر علاقہ میں پھیلا ہوا ہے اور اس میں 980 بھون بنے ہوئے ہیں۔ محل کی فن تعمیر میں آپ کو چینی ثقافت کی جھلک دکھائی دے گی۔

سمر پیلس چین

چین ہی کے بیجنگ شہر میں بنا یہ پیلس محل بھی کافی خوبصورت ہے۔ یہاں بنی عمارت سیاحوں کے لئے بہم پرکشش کا مرکز بنا رہتا ہے۔ یہ محل 2ء9 سکوئیر کلومیٹر کے علاقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ جس کا ایک بڑا حصہ پانی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ جگہ چین کے سمر جیہ وادی حکمرانوں کی طرف سے ایک سرمائی رہائش گاہ کے طور پر استعمال میں لائی جاتی ہے۔

ہمیجی کیسل محل جاپان

یہ ہل ٹاپ ہائیو جو پری فیکچر میں موجود ہے۔ محل کے احاطے میں 83 بھون شامل ہیں اور یہ خوبصورت محل روایتی طور پر جاپانی محل فن تعمیر کی سب سے پرانی نظیر اور مثال مانی جاتی ہے ۔ اس کا بیرونی حصّہ چمک دار اور سفید رنگ کا ہے ۔ اور کئی لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ساخت ایک اڑان جیسی دکھتی ہے سمرائی یودھا آکاماتسونوریہ مواو نے 1333 میں ایک قلعہ کے طور پر اس محل کی تعمیر کروائی تھی اس کی شروعاتی ساخت گذشتہ کئی صدیوں کے دوران کئی بار بدلی گئی اور محل کے نت نئے مالکوں نے اس میں اپنی پسند سے کئی بدلاؤ کئے ۔ محل معجزانہ طور پر دنیاوی جنگ وجدال سے محفوظ رہا ۔ بھلے ہی آس پاس کے علاقوں میں خوب بمباری ہوئی۔ آج یہ یونیسکو کی عالمی ثقافتی لسٹ میں شامل ہے۔

ونٹر پیلس روس

سینٹ پیٹرس برگ میں نیوا ندی کے کنارے واقع ونٹر پیلس روس کے پہلے شاہی پری وار کا محل تھا اس کی تعمیر 1762 میں پوری ہوئی اس میں کل 460 کمرے ہیں۔ اطالوی واستو کارستریلی کی طرف سے بنایا ہوا یہ روسی فن تعمیر کا ایک مشہور نمونہ ہے سن 1918 سے یہ محل سویت حکومت مہترشالہ کے حق میں ہے۔ اس محل کو دنیا کی سب سے زیادہ دکھائی دینے والی جگھوں میں سے گنا جاتا ہے۔

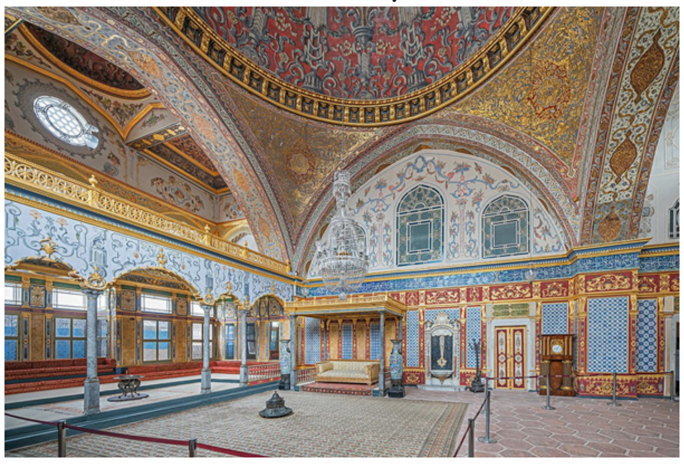

ٹوپا کاپی محل

یورپ کے کچھ خاص محل ۔ یورپ کے محل کافی حد تک پہلے کے خلفاؤں کے وشال محلوں سے متاثر ہیں ۔جنہیں ساتویں اور آٹھویں صدی کے دوران بنایا گیا تھا۔ یہ اپنے باغیچوں اور بھرپور سجاوٹ کے لئے مشہور ہیں۔استمبول میں موجود ٹوپا کاپی محل 400 سے بھی زیادہ سالوں کے لئے اوٹومن سلطانوں کی شاندار رہائش گاہ تھی بالآخر جب سلطانوں کے دور کا خاتمہ ہوا تو 1924 میں اسے میوزیم میں بدل دیا گیا۔

ڈاجیس پیلس

ہیم پٹن کورٹ پیلس جو لندن کے جنوب ومغرب میں واقع ہے کا کام 1514 میں راجہ ہیری رشٹم کے پسندیدہ درباری دولسی ان کا پسندیدہ نہیں رہا تو راجہ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے مکمل کیا۔

احمد طاہر مرزا۔ نمائندہ الفضل آن لائن گھانا

خدام الاحمدیہ گھانا کی ماہانہ عطیہ خون مہم میں شرکت

جماعت احمدیہ گھانا بحیثیت جماعت گزشتہ کئی سالوں سے ہزاروں کی تعداد میں ملکی ہسپتالوں، بلڈ بینکس اور بلڈ ڈونرز سنٹرز میں ہزاروں خون کی بوتلیں عطیہ کر چکی ہے۔ اور گزشتہ ایک دہائی سے بالخصوص جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال ہزاروں خون کی بوتلیں عطیہ کر کے حکومتی اور ملکی سطح پر اس خدمت خلق کے باب میں تعریفی اسناد اور سرٹیفکیٹ حاصل کر چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰالِكَ۔

امسال ماہ جنوری 2022 میں نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ گھانا مکرم ناصر احمد بونسو نے مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کو یہ ٹاسک دیا کہ ماہ جنوری کو خدام الاحمدیہ گھانا بطور بلڈ ڈونیشن ماہ کے طور پر منائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مہم میں گھانا کے 15 زونوں کے سینکڑوں خدام نے لبیک کہا۔

مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کے مہتمم خدمت خلق مکرم عبدالشکور ابا کاہ اور ان کی ٹیم نے اس مہم میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ نیشنل سطح پر منائی جانے والی خدمت خلق کی اس مہم میں مجموعی طور پر 697 افراد نے حصہ لیا اور 538 خون کی بوتلیں اکٹھی کی گئیں جن کا اس کا نقشہ کچھ یوں بنتا ہے۔

نمبر	ہسپتال	شرکاء	عطیہ
1	Ewim ہسپتال	17	14
2	Trauma ہسپتال	60	48
3	رومن کیتھلک ہسپتال	45	30
4	میری ٹائم انٹرنیشنل	37	20
5	Komfo Anokye	60	50
6	احمدیہ ہسپتال ڈبواسی	41	34
7	Tarkwa ہسپتال	42	31
8	ٹیچنگ گورنمنٹ ہسپتال	64	51
9	Damango گورنمنٹ ہسپتال	34	30
10	ٹمالے ریجنل ہسپتال	40	28
11	Walewale گورنمنٹ ہسپتال	64	59
12	Dobile گورنمنٹ ہسپتال	45	30
13	ایسٹرن ریجنل ہسپتال	8	8
14	سینٹرل ریجنل ہسپتال	100	70
15	Yendi ضلعی ہسپتال	40	35
ٹوٹل		697	538

اس کامیاب ٹاسک کے بعد مہتمم خدام الاحمدیہ گھانا نے اپنے ایک انٹرویو میں اس عظیم الشان خدمت خلق کے بارہ میں بتایا کہ:

عطیہ خون کی مہم جماعت احمدیہ گھانا کا ایک علمبردار منصوبہ رہا ہے۔ بالخصوص جلسہ سالانہ گھانا کے دوران لائف سیونگ منصوبہ رہا ہے۔ Ahmadiyya Blood Drive کو گھانا میں سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے ہی جاری کی۔

عوام الناس کی زندگیاں بچانے کے لئے خدمت خلق کی اس مہم کے لئے گزشتہ کئی سالوں سے جلسہ سالانہ کے مواقع پر ہم کامیابی سے کوشاں ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں عطیات خون کی بوتلیں گھانا کے گورنمنٹ اور نجی ہسپتالوں نیز بلڈ بینکس کو عطیہ کر چکے ہیں۔ تاہم Covid-19 کے پھیلاؤ کی وجہ سے احمدیہ مشن نے اس بات کو یقینی بنانے کے لئے علیحدہ انتظامات کیے ہیں کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین اپنے مقامی علاقوں میں خون عطیہ کرنے کی موجودہ مہم کو کامیاب بنائیں۔

گھانا نیوز ایجنسی (جی این اے) کے ساتھ ایک انٹرویو میں مہتمم خدمت خلق خدام الاحمدیہ گھانا مسٹر عبدالشکور کوبینا ابا کاہ نے بتایا کہ اس سے پہلے بھی جماعت احمدیہ گھانا کے انسانی فلاح و بہبود کے کئی منصوبے مکمل کر چکی ہے۔ عطیہ خون کرنے سے قومی خون کے ذخیرہ کی صلاحیت میں اضافہ کر کے ہسپتالوں اور بلڈ سروسز مراکز کو ایمرجنسی کی صورت میں بہت مدد ملتی ہے۔ ہم اس بات کو یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ ہسپتالوں کی ہنگامی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔ اسی طرح جیلوں کی ضروریات کی طرف جماعت احمدیہ کی توجہ مرکوز ہے۔

اب ملکی ہسپتالوں میں احمدیہ مشن کی طرف سے عطیہ کردہ خون پر بھی انحصار کیا جانے لگا ہے۔ گھانا کے ہسپتالوں کی طرف سے ہمیں مسلسل رضاکارانہ خون کے عطیہ کے لئے کا مطالبہ کیا گیا ہے کیونکہ ہر روز، بچے کی پیدائش میں زچہ بچہ کے خون ضائع ہونے کے نتیجے میں اموات واقع ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح. کینسر اور حادثے کے شکار اور دیگر مریضوں کو زندہ رکھنے کے لئے انتقال خون کی ضرورت ہوتی ہے اور بدقسمتی سے، خون کی کمی کی وجہ سے بہت سے سرجریوں کو ملتوی کرنا پڑتا ہے۔

مسٹر Abakah ابا کاہ نے بتایا کہ خون کا عطیہ دینے کے بہت سے فوائد بھی ہیں اور وہ ذاتی طور اس کے عینی شاہد ہیں۔ وہ پندرہ سال کی عمر سے ہمیشہ خون عطیہ کر کے دوسروں کی زندگی بچانے میں اپنی قلبی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کے مطابق، انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ کی عبادت کرنا اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنا ہے اور خون عطیہ کر کے مدد کرنا بھی ایک قسم کی عبادت ہے۔ سال رواں کے اختتام تک جماعت احمدیہ گھانا 4200 خون عطیات دینے کی امید رکھتی ہے۔ موجودہ مہم کے دوران ہم کیپ کوسٹ ٹیچنگ ہسپتال (سی سی ٹی ایچ)، گریٹر اکرا ریجنل ہسپتال، ٹراما سپیشلسٹ ہسپتال، سینٹرل ہسپتال، کیتھولک ہسپتال، کوفریڈوا ریجنل ہسپتال، ٹرکوا میونسپل ہسپتال، احمدیہ ہسپتال ڈبواسی اور ملک بھر میں دیگر علاقائی اور میونسپل ہسپتالوں میں یہ عطیات دے چکے ہیں۔

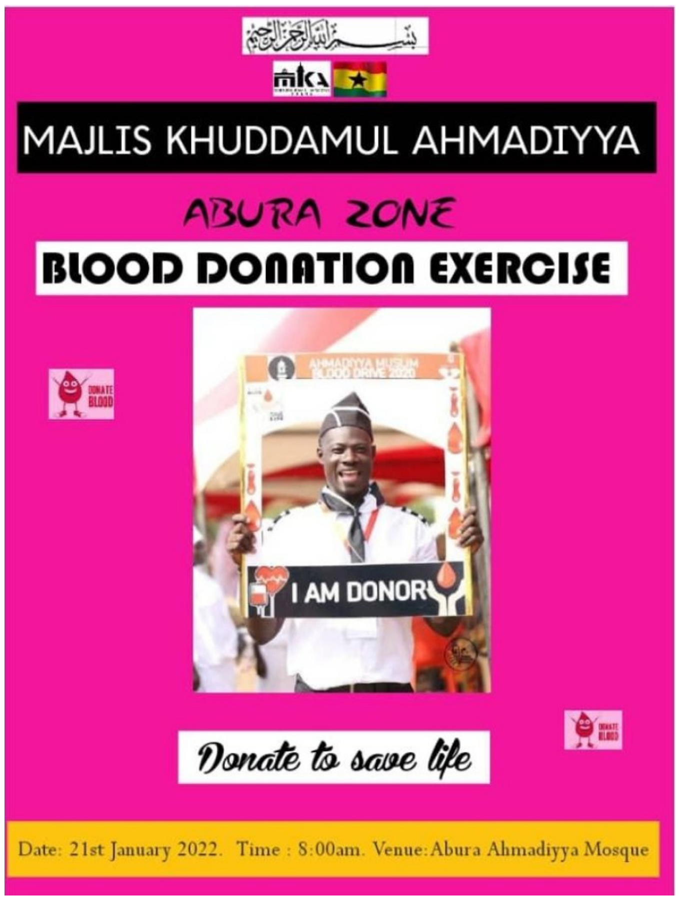

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم ابن الیف آر بسمل لکھتے ہیں۔

27مئی 2022ء یوم خلافت کی الفضل آن لائن کی وساطت سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ، الفضل کی تمام ٹیم اور قارئین و لکھاریوں کو مبارک ہو۔

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اللہ تعالیٰ پوری وفا اور اخلاص کے ساتھ ہم کمزوروں کو نسلاً بعد نسل خلافت سے وابستہ رکھے، ہر ٹھوکر سے محفوظ رکھے اور عاجزی اور اطاعت کے مقام پر فائز رکھے اور استحکام خلافت اور خلیفہ وقت کے لئے دعائیں کرتے رہنے کی توفیق دیتا رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں ’’خلافت احمدیہ بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت راشدہ کا تسلسل ہے‘‘ یوم خلافت کے موقع پر قارئین الفضل آن لائن کے لئے ایک حسین اور لازوال تحفہ دیکھ کر دل سے یہ آواز نکلتی ہے۔

عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی

• مکرمہ نبیلہ رفیق۔ناروے سے لکھتی ہیں۔

26مئی 2022ء کے اداریے نے بہت کچھ سکھایا اور سمجھا دیا ہے۔اللہ کرے ہم انسانوں کو عبادت کا درست مطلب سمجھ بھی آجائے اور ایسی عبادت کرنے کی توفیق بھی مل جائے۔بہت اعلیٰ شمارہ ہے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اجر دے۔آمین

• مکرمہ سعدیہ طارق لکھتی ہیں۔

آپ کے مورخہ 27مئی 2022ء کے اداریہ میں خلافت کی روحانی بجلی سے دی گئی مشابہت بہت ہی اعلیٰ ہے، واقعی جماعت احمدیہ میں خلیفہ وقت کی محبت،عقیدت اور اطاعت کا کرنٹ دوڑ رہا ہے جس نے ہمیں بہت سی دنیاوی آفات یعنی نمود و نمائش، انا اور تکبر سے بچایا ہوا ہے۔عمومی نگاہ دوڑائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا مسلسل پستی کی طرف جارہی ہے اس کے حالات بتارہے ہیں کہ اس دنیا کو وقت کے امام کو ماننے کی ضرورت ہے اللہ سب کو وقت کے امام کو پہچاننے کی توفیق دے۔آمین۔

• مکرمہ عائشہ چوہدری۔جرمنی سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 27مئی 2022ء کے اداریہ میں بیان مضمون میں بیشک اللہ تعالیٰ مین سوئچ ہے اور اس کے نبی اور خلفاء بجلی اور ہم ان کی تاریں اگر ان تاروں میں سے بجلی کی رو ختم ہو جائے تو ہر کوئی ان تاروں کو توڑ سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس بجلی کو ہمارے اندر سے نکلنے نہ دے اور ہم مضبوطی سے متحد ہو کر ہمیشہ اپنی پیاری جماعت کو قائم رکھیں۔آمین۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

• مکرمہ صدف علیم صدیقی۔کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 26مئی 2022ء کا بہت ہی خوبصورت اور بہترین اداریہ ہے۔انسان دنیا میں جو کچھ بھی کر لے جتنی بڑی بڑی عمارات بنا لے اپنے گھر اور مکانوں پر اپنے نام کی کتنی ہی تختیاں لگا لے لیکن اس کا اصل گھر تو وہی دو گز قطعہ زمین ہوتا ہے جو اس کی اصل پہچان اس قبر پر موجود اس کے نام کا کتبہ ہے۔دنیا ایک امتحان گاہ ہے جس کا رزلٹ ہمیں آخرت میں ملے گا۔جیسے اعمال آپ یہاں کریں گے ویسا ہی اجر وہاں ملے گا۔اسی لیے تو دنیا میں اچھے اعمال بجا لانے کی تلقین کی گئی ہے۔بقول شاعر:

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں خود بھی اچھے اعمال بجالانے کی توفیق دے اور اپنے پیچھے بھی ایسے اعمال چھوڑ جائیں جو صدقہ جاریہ بن کر ہمارے لیے جزاء کا سبب بنے۔آمین اللّٰھم آمین۔

• ایک اور مکتوب میں لکھتی ہیں۔

مورخہ 27مئی 2022ء کے اداریہ کے جواب میں صرف یہی لکھوں گی کہ۔ہمارے لیے ترقی واقعتاً خلافت سے جڑے بغیر ممکن نہیں۔کیونکہ خلافت ہی تو ہمارے لئے قرب الٰہی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو ہمیں اس راہ کی طرف راغب کرتا ہے۔ہمارا تعلق اس زندہ خدا سے کرواتا ہے جس کے ساتھ جڑ کر ہی دنیا و آخرت میں کامیابی اور فلاح مل سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس تعلق کو مزید مضبوط بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

شجر سے جو رہے وابستہ وہ پھل دار ہو جائے
جو کٹ کر گر گیا بے دست و پا بے کار ہو جائے
خلافت سے عقیدت کی جو رسم و راہ رکھتا ہو
نہیں ممکن وہ خالی ہاتھ یا نادار ہو جائے

• مکرمہ ثمرہ خالد۔جرمنی سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 26 مئی کی اشاعت میں ’’اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالعمل اور اُخروی زندگی کو دارالجزاء قرار دیا‘‘ قبرستان اور قبروں کی بناوٹ وسجاوٹ سے متعلق عمیق مشاہدہ پر مبنی بہت معلوماتی مضمون تھا۔اس میں مہیا کردہ معلومات خاکسار کے لئے بالکل نئی تھیں کہ اس سے قبل نہ تو مشاہدہ میں اور نہ ہی کبھی سننے میں آئیں نیز بہت عمدگی سے فکرِ آخرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے صدقہ جاریہ کے مضمون کا احاطہ کیا گیا۔

فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآء

شاہ زیب رانا۔ لیسٹر، یو کے

میری صحت یابی ایک معجزہ سے کم نہیں

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

خدا تعالیٰ کالاکھ لاکھ شکر ہے، حضور پر نور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعائیہ خطوط لکھنے کی برکات اور آپ سب دوستوں کی پیار بھری دعاؤں سے معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے امتحان میں بھی ڈالتا ہے اور اس کے بعد پھر اس طریقے سے شفاء عطا کرتا ہے کہ ڈاکٹرز بھی حیران ہو جاتے ہیں۔

رات انتہائی تکلیف میں سویا اور دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس امتحان کو ختم کرے۔ میں گزشتہ ڈیڑھ سال سے اس بیماری سے لڑ رہا تھا۔ حضور انور کو بھی خطوط لکھے، بہر حال اطمینان اس بات کا تھا کہ صبح 30 مئی 2022ء کو آپریشن ہونا تھا، فجر کی نماز سے پہلے ایک خواب دیکھا۔

کہ خاکسار کی حضور انور سے ملاقات ہوئی، ملاقات کے بعد حضور انور نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میرے ساتھ چلو میں نے ایک فائل لے کر آنی ہے، میں حضور کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ حضور نے اپنی گاڑی نکالی اور مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا، میں حضور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا پانچ دس منٹ تک گاڑی چلاتے رہے اور میں سارا راستہ حضور انور کو کہتا رہا کہ ”میرے پیارے آقا! آپ سے بہت محبت ہے میرے لیے دعا کریں“، یہ جملہ میں نے کئی مرتبہ دہرایا۔ بہر حال ہم ایک گھر کے باہر پہنچے، گھر سے ایک خاتون باہر آئیں جن کے ہاتھ میں ایک فائل تھی، حضور گاڑی سے باہر تشریف لے گئے وہ فائل پکڑی، میں بھی گاڑی سے باہر نکل کر کھڑا ہو گیا، حجاب میں کھڑی ان خاتون نے حضور انور سے استفسار کیا کہ آپ اکیلے حفاظت خاص کے عملہ کے بغیر کیوں آ گئے، حضور نے مسکرا کر جواب دیا کہ میں نے بس یہ فائل ہی لینی تھی۔ ان خاتون نے بھی مجھے پیار اور دعا دی، مجھے ایسا لگا جیسے وہ حضور کی اہلیہ تھیں۔ بہر حال اتنی دیر میں حفاظت خاص کا عملہ پہنچ گیا اور انہوں نے حضور سے عرض کی کہ آپ اکیلے کیوں آ گئے، اب آپ ہمارے ساتھ واپس چلیں۔ حضور نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے گھر چھوڑ کر آؤ۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے میرے گھر چھوڑ دیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو نماز فجر کا وقت ہو رہا تھا، میری تکلیف میں بھی کمی تھی۔

میں نے اپنی اہلیہ کو اٹھایا اور اکٹھے نماز ادا کی، تقریباً پانچ بجے ہلکا سا ناشتہ کیا کیونکہ ڈاکٹر کی ہدایت کی بنا پر میں پانچ بجے کے بعد آپریشن تک کچھ اور کھا پی نہیں سکتا تھا، کچھ دیر پھر سے آرام کیا اور آپریشن سے ایک گھنٹہ قبل ہاسپٹل چلا گیا۔

ہاسپٹل میں کچھ ٹیسٹ ہوئے اور آپریشن کے سارے پروٹوکولز کے بعد سرجن مجھے آ کر ملا، جس نے consent لینا تھا، اس نے ہاتھ میں ایک فائل پکڑی ہوئی تھی جس میں میرے گزشتہ سالوں کے آپریشنز اور چند ماہ قبل ہونے والے ایم آر آئی سکین کا رزلٹ تھا جس کی بنا پر میرا آپریشن تھا۔ میرے سرجن نے مجھے تفصیلاً بتایا کہ رپورٹ کے مطابق 5.5 سینٹی میٹر لمبی رسولی ہے جس کا انفیکشن اب شدت سے جسم میں پھیل رہا ہے، اس نے بہت پیچیدہ میڈیکل پروسیجر کے متعلق بتایا جو وہ کرنے جا رہے تھے، اس کے خطرات کے متعلق بتایا جس میں سب سے چھوٹا خطرہ، چار ہفتے تک خون کا آنا، پس پڑنا اور تکلیف ہونا تھا اور سب سے بڑا خطرہ موت تھا۔

میرے سے کاغذ پر دستخط کروا کے چلا گیا، فائل میرے سامنے ٹیبل پر پڑی تھی، میں نے غور سے دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ یہ وہی فائل تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ آپریشن کی تیاری کے لیے سامنے پڑا گاؤن اٹھا کر پہنا اور اپنی اہلیہ کو کال کر کے ساری بات بتائی، ایسا لگ رہا تھا جیسے شاید آج میرا آخری دن ہے۔ وہ بھی بہت پریشان ہوئی، بہر حال اس کے اکاؤنٹ میں کچھ پیسے بھیجے کہ وہ آن لائن جماعت کی ویب سائٹ پر صدقہ نکال دے اور ان سے کہا کہ حضور انور کے پرائیویٹ سیکرٹری کو فون کریں اور آپریشن کے لئے دعا کا کہیں، فون کاٹ کر اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ پر اپنے عزیزوں کے لئے دعا کا ایک پیغام بھیجا، جس کے بعد بہت سے دوستوں کے اسی وقت جواب آنے شروع ہو گئے، کچھ دوستوں نے میری خاطر حضور کو خط لکھا، ایک خط میں نے اسی وقت خود میسج میں لکھ کر اپنے بہت ہی عزیز دوست عثمان مسعود جاوید صاحب آف سویڈن کو بھیجا کہ وہ اپنے کمپیوٹر میں کھول کر فونٹ تبدیل کر کے حضور انور کی خدمت میں فیکس کر سکیں جو انہوں نے اسی وقت فیکس کر کے اس کی کاپی مجھے بھی بھیج دی۔ ہماری جماعت کے مربی سلسلہ مکرم زرتشت لطیف صاحب اور صدر جماعت ابراہیم بونسو صاحب کا میسج بھی موصول ہوا کہ انہوں نے پوری جماعت کو بھی دعا کے لیے کہہ دیا ہے۔

دوپہر دو بجے کے قریب مجھے آپریشن تھیٹر لے جایا گیا اور اینستھیزیا دے کر بیہوش کر دیا۔ یہ تقریباً دو گھنٹے کا آپریشن ہونا تھا، لیکن ایک گھنٹے کے بعد ہی تقریباً تین بجے مجھے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا، آہستہ آہستہ ہوش آ رہا تھا، کانوں میں آواز سنائی دے رہی تھی، ایک ڈاکٹر دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ ”کیا تم نے اچھے طریقے سے چیک کر لیا تھا، یہ وہی مریض ہے نا جس کی فائل ہمارے سامنے ہے، دوسرے کان میں آواز آئی، اس طرف کھڑا ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ سر! میں نے خود تین مرتبہ یہ فائل چیک کی ہے، مریض بھی وہی ہے اور رپورٹس بھی وہی ہیں، پہلے ڈاکٹر نے حیرت سے کہا ”یہ میرے لئے بہت حیران کن ہے، تقریباً آدھا گھنٹہ ہم معائنہ کرتے رہے ہیں، ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ نہ کوئی انفیکشن نظر آیا اور نہ ہی کوئی رسولی، دوائی سے اس کا علاج ممکن نہیں صرف آپریشن ہی واحد حل تھا۔ پھر اس نے کسی کو ہدایت کی کہ یہ آج کا آخری آپریشن تھا، ساڑھے چار بجے یہ ڈیپارٹمنٹ منٹ آج کے دن کے لیے بند ہونا ہے، اس مریض کو جس نے لینے کے لئے آنا ہے اس کو کال کریں اور کہیں کہ وہ ایک گھنٹے میں آ کر اپنے مریض کو لے جائیں، گھنٹے تک یہ اتنے ہوش میں آ جائیں گے کہ گھر جانے کے قابل ہوں گے، ہم نے جس چیز کا آپریشن کرنا تھا وہ ہمیں ملا ہی نہیں اس لیے ہم نے کوئی آپریشن نہیں کیا۔

ساڑھے چار بجے تک میری اہلیہ ہاسپٹل پہنچ گئیں اور مجھے لے کر گھر آ گئیں، میں نے ان کو بھی ساری بات بتائی، ان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیسے ممکن ہے، وہ کہتی ہیں رات میں نے خود آپ کو اتنی تکلیف میں دیکھا ہے، جب میں نے خواب سنایا تو ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے، کہنے لگیں کہ ایک دن پہلے ایک یوٹیوب چینل آئینہ اسلام نے آپ کو خلافت کے موضوع پر کچھ بولنے کے لیے مدعو کیا تھا، آپ ہمارے ساتھ باہر جا رہے تھے کہ کچھ وقت بچوں کے ساتھ پارک میں گزاریں گے، لیکن آپ نے اس پروگرام کو ترجیح دی اور پارک کی کار پارکنگ میں ایک گھنٹہ پروگرام کرنے کے بعد آئے۔ آپ نے کہا تھا کہ کسی اور موضوع پر پروگرام ہوتا تو آپ منع کر دیتے لیکن خلافت پر پروگرام تھا اس لیے آپ نے دعوت کو قبول کیا۔ خلافت سے آپ کی محبت اور حضور انور کو دعائیہ خطوط کے نتائج آج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، اس نے مجھے بتایا کہ ہاسپٹل میں میرے فون کال کاٹنے کے بعد اس نے سیدھا پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو کال کی تھی اور حضور کے لئے پیغام ریکارڈ کروایا تھا، اور اب محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ معجزہ ہمارے سامنے ہے۔

میں نے کہا کہ آپ دوبارہ فون کریں اور حضور کے لئے ایک اور پیغام ریکارڈ کروائیں اور اس ساری صورتحال سے آگاہ کریں۔

لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادت قدرت نما نہیں

اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل خیریت سے ہوں۔

دوستو اِک نظر خدا کے لئے
سیّد الخلق مصطفیٰؐ کے لئے

اللہ تعالیٰ کا کروڑوں مرتبہ شکر ادا کیا جائے تب بھی کم ہے کہ اس نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت میں شامل کیا اور خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا اور پھر خلافت کی بدولت اپنے زندہ ہونے کا ثبوت بھی ہمیں دیا، ہر احمدی کی زندگی معجزات سے بھری ہو گی، کیونکہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے، غیر احمدیوں کے مطابق خدا کل بولتا دیکھتا اور سنتا تو تھا مگر آج نہیں، لیکن اس خدائے ذوالجلال کی قسم کہ وہ خدا زندہ خدا ہے اس کی کوئی بھی صفت معطل نہیں ہے، وہ کل بھی دیکھتا تھا اور آج بھی دیکھتا ہے، وہ کل بھی سنتا تھا آج بھی سنتا ہے وہ کل بھی بولتا تھا اور آج بھی بولتا ہے، میں اکثر سوچتا ہوں کہ اگر میں احمدی نہ ہوتا تو شاید میں بھی کسی مزار پر ڈھول کی تھاپ پر رقص کر رہا ہوتا، پیروں فقیروں کو چڑھاوے چڑھا رہا ہوتا، شرک میں مبتلا ہوتا، خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر مرے ہوئے انسانوں سے توقعات لگاتا، تعویذ دھاگے کرتا نہ جانے کیا کیا۔

جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے ہمیں زندہ خدا کا تصور اور ثبوت دیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی خدا تعالیٰ کو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ اپنے روبرو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفوں کو بھی عقل دے وہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے بن جائیں، جب خدا مل جائے گا تو پھر سب کچھ مل جائے گا۔

جے توں میرا ہو رہیں، سب جگ تیرا ہو
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ پیارے حضور کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

یہ میرا تو کوئی ذاتی کمال ہے ہی نہیں یہ صرف اور صرف حضور پر نور کی دعائیں ہیں جنہوں نے مجھے وہ رؤیا دکھائی اور آج میں آپریشن کے بعد جس معجزے پر زندہ گواہ بن گیا ہوں اور اس پر میرے علاوہ آپریشن کرنے والے ڈاکٹرز بھی شامل ہیں۔

احمد صفی اللہ راجپوت۔ملٹن، کینیڈا

بیادِ والدِ محترم

پروفیسر کرامت راجپوت

میں ہوں صدائے قلب، محبت ہے میرا نام

قدرت نے ایک بے قرار روح کو قلندروں کا مزاج، درویشوں کا غناء اور شاعرانہ تخیل دے کر جس پیکرِ خاکی میں جلوہ گر کیا اسے گھر والوں نے کرامت اللہ، علمی دنیا نے پروفیسر کرامت راجپوت اور حلقہ بزم و سخن نے کے۔ راز کے نام سے موسوم کیا۔

کرامت اللہ راجپوت صاحب، پیدائش فروری 1946ء کراچی، چوہدری عظمت اللہ راجپوت و محترمہ مقبول جان صاحبہ کی پانچویں اولاد تھے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے اور ماں اور باپ، دونوں کی طرف سے آپ کا شجرہ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ سے ملتا تھا۔ آپ کے دادا حضرت میاں جان محمد صاحب ہیلانؓ، نانا حضرت حافظ ملک مشتاق احمد صاحب پشاوریؓ اور پڑ دادا میاں عبد العزیز صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھنے اور اُن ہی کے ہاتھ پر مشرف بہ بیعت ہونے کی سعادت نصیب ہوئی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

کرامت اللہ راجپوت نے ابتدائی تعلیم کراچی میں حاصل کی اور 1955ء میں، ون یونٹ کے قانون کے باعث، اپنے والد صاحب، جو وفاقی سیکریٹیریٹ میں سرکاری ملازم تھے، کے لاہور تبادلہ کے بعد، باقی تعلیم لاہور میں ہی مکمل کی۔ آپ نے 1968ء میں جامعہ پنجاب سے پولیٹیکل سائنس میں ماسٹرز کی ڈگری لی اور حصولِ روزگار کے لئے کراچی آگئے اور عملی زندگی کے اگلے 48 سال اسی شہر میں بس گئے۔ 2016ء میں آپ کینیڈا منتقل ہوئے اور مارچ 2022ء میں اپنے انتقال کے وقت تک ملٹن اونٹاریو میں رہائش پذیر رہے۔

ابا جان مرحوم ایک ہمہ گیر شخصیت تھے۔ آپ ایک سعادت مند بیٹا، خبر گیر بھائی، بہترین شوہر، مشفق باپ، باوصف استاد، با کمال شاعر، کہنہ مشق لکھاری، باوفا دوست اور ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ آپ ایک خوددار، با مروت، دیانت دار، اصول پسند، قانع اور نافع الناس وجود تھے۔ ساری عمر رزقِ حلال کمایا، کوئی جائیداد تو نہیں بنائی لیکن ورثہ میں ایک علمی اور درویشانہ میراث چھوڑی ہے، اب جس کی امین اُن کی روحانی و جسمانی اولاد ہے۔

درس و تدریس محض آپ کا پیشہ نہیں، محبت و عبادت تھی۔ اپنے شاگردوں سے آپ کا قلبی تعلق تھا اور اُن کے لئے ہمہ وقت میسر ہوتے۔ آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں جو آج اپنے اپنے شعبوں میں کامیاب ہیں اور اپنی کامیابی کی کلید پروفیسر کرامت راجپوت کو ہی جانتے ہیں۔ اس بات کی گواہی سینکڑوں جاننے والے دیں گے کہ ہمارے گھر میں مہمانوں والا کمرہ ہمہ وقت اُن کے شاگردوں سے ہی بھرا رہتا تھا۔ وہ محض ایک استاد نہیں تھے بلکہ ایک دوست، ہمدرد اور رہبر بھی تھے۔ میں کئی ایسے شاگردوں کو جانتا ہوں جن کے داخلہ کی فیس بھی آپ نے ادا کی، پڑھایا بھی خود ہی، امتحانی فیس بھی دی اور پھر نوکری تک کی کوششیں ایسے کیں جیسے کوئی اپنی سگی اولاد کے لئے کرتا ہے۔

ان کی شخصیت میں ایک کشش تھی جس کی وجہ اُن کا اخلاص تھا، جس بھی کام کا بیڑہ اٹھاتے، اُس میں جُت جاتے اور کام مکمل کر کے ہی دم لیتے تھے۔ یہ حیرت کی بات نہیں کہ اُن کے شاگردوں میں سے ایک وزیر اعظم پاکستان بھی ہوا اور کئی ایسے ہیں جو سول سروس میں کامیاب ہوئے۔ ڈاکٹرز اور انجینیرز کا تو شمار ہی ممکن نہیں۔

آپ کی علمی زندگی کی معراج وہ وقت تھا جب 1998ء میں آپ کو اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ کراچی کا ناظم الامتحانات مقرر کیا گیا۔ یہ ایک کلیدی عہدہ تھا اور احمدی ہونے کی وجہ سے اِس تعیناتی کی شدید مخالفت کی گئی۔ شاید ہی کوئی ایسا اخبار تھا جس میں آپ کے خلاف خبر نہ لگی ہو۔ آپ نے اس چیلنج کو قبول کیا اور تین ماہ کی قلیل مدت میں تمام امتحانات کروائے۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق، اُس سال تقریباً تین لاکھ کے قریب طلباء اعلیٰ ثانوی امتحانات میں شریک ہوئے۔ آپ نے ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ امتحانات کے نتائج انٹرنیٹ پر دیئے جو 1998ء میں ایک آسان کام نہیں تھا۔ آپ کی خودداری، رزقِ حلال کمانے کی لگن اور شہر کراچی کی سیاسی صورتِ حال آپ کے عہدہ پر رہنے کے حق میں نہ تھی، اسی وجہ سے نتائج کے اعلان کے بعد آپ نے اس عہدہ سے استعفیٰ دیا اور درس و تدریس کی طرف واپس آگئے۔ آپ نے 2006ء میں منگھو پیر ڈگری کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائرمنٹ لی لیکن کسی نہ کسی صورت میں 2016ء تک درس و تدریس سے منسلک رہے۔

شاعری آپ کی روح تھی۔ آپ نے نوجوانی سے ہی شعر کہنا شروع کر دیئے تھے۔ آپ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ بھی جماعت کی صفِ اول کی شاعرہ تھیں۔ اپنی شاعری کے متعلق ابا جان بتاتے تھے کہ 1970ء کے عشرہ سے مشاعروں میں شامل ہوئے، اوّل اوّل آپ نے ثاقب زیروی صاحب کی زیر مدارت ہفت روزہ لاہور میں اپنی غزلیں بھجوانا شروع کیں تو زیروی صاحب نے کمال شفقت سے نہ صرف حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ اصرار کے ساتھ تازہ کلام کی فرمائش بھی کرتے رہتے۔ 1970ء تا 1996ء تک آپ باقاعدگی سے مشاعروں میں شرکت کرتے، جوش ملیح آبادی، عبید اللہ علیمؔ، سلیم کوثرؔ، شبنم رومانی، حمایت علی شاعر اور صابر ظفر جیسے نام ور شعراء سے ذاتی دوستی تھی اور اکثر ان احباب کو مشاعروں میں لے کر جانا اور واپس لانے کی ذمہ داری بھی نہایت محبت سے انجام دیتے۔ یہی وقت تھا جب ملک کے کئی نام ور علمی و ادبی جرائد میں آپ کی غزلیں شائع ہوئیں۔

آپ کی شاعری میں جماعت اور خلافت سے محبت و وارفتگی فطری تھی۔ 1991ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ قادیان تشریف لائے تو جلسہ سالانہ کے ایام میں قادیان میں ہونے والے مشاعرہ کی صدارت کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا جب کہ مہمانِ خصوصی مکرم حافظ مظفر احمد صاحب تھے۔ اس موقع پر جلسہ کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس میں آپ کو اپنی مشہور غزل تجدیدِ عہد ترنم کے ساتھ سنانے کا موقع ملا اور شرکا جلسہ کو بے اختیار ثاقب زیروی صاحب یاد آگئے۔ اُس غزل کے چند اشعار یہ تھے۔

کٹے ہیں تجھ سے جو عہد و پیاں ہمارے دل میں جواں رہیں گے
زمانہ کتنے ستم ہی ڈھائے ترے رہیں گے جہاں رہیں گے
چراغ ہم نے لہو سے اپنے قدم قدم پہ جلا دیئے ہیں
جنوں کے صحرا میں کہکشاں سے ان آبلوں کے نشاں رہیں گے
کبھی جو مقتل بھی راہ میں تھا نہ ہم رُکے تھے نہ رُک سکیں گے
یہ قافلے ہیں صداقتوں کے یہ سوئے منزل رواں رہیں گے
اُٹھیں گے گرچہ اُدھر سے طوفاں رقابتوں کے اذیتوں کے
اِدھر بھی لیکن یقین و ایماں سپر رہے ہیں سِناں رہیں گے
ہماری چاہت نہ چُھپ سکی ہے، ہمارے جذبے نہ چُھپ سکیں گے
جو ضبطِ غم سے نہ لب ہلیں گے تو اشک بنکر عیاں رہیں گے
قسم ہے تیری اے جانِ جاناں یہ جاں امانت ترے لئے ہے
ابھی چکا دے یہ قرض جاں کا، نہ جانے کل تک کہاں رہیں گے

اسی طرح 1988ء میں بھی قادیان ہی میں جلسہ سالانہ میں پڑھی گئی یہ غزل بھی بہت مقبول ہوئی۔

ہے کاروانِ عشقِ ازل سے رواں دواں
باطل کے کوہسار ابد تک دھواں دھواں
پروانے سجدہ ریز ہیں اِبتک وہاں وہاں
روشن ترے لہو سے ہیں شمعیں جہاں جہاں
لالے کا سوز، رنگِ شفق، سُرخیٔ حنا
پہنچے ترے لہو کے شرارے کہاں کہاں
نہر فرات اپنے مقدر پہ خندہ زن
جذبِ حسین تشنہ لبی میں جواں جواں
ظُلمت کدوں کو تو نے زمیں بوس کر دیا
تیری جبیں سے نور کی کرنیں عیاں عیاں

آپ کی قادیان دارالامان کی محبت میں کہی گئی نظم وہ قادیاں کی رونقیں! وہ کُو بکُو محبتیں! تو زبان زدِ خاص و عام ہے اور اسی نظم سے آپ کو جہاں گیر شہرت حاصل ہوئی۔ اِس نظم کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں

وہ قادیاں کی رونقیں! وہ کُو بکُو محبتیں!
خدا کرے ہمیں ملیں، جہاں کہیں بھی ہم رہیں
ہراک طرف سے کارواں، تھے سوئے قادیاں رواں
ہر ایک طفل و مرد و زن کشاں کشاں، جواں جواں

بقیہ صفحہ 5 پر

ٹرانسکرائب و کمپوزنگ: مدثر احمد۔ مبلغ سلسلہ مڈغاسکر

This Week with Huzoor

نشر کردہ مورخہ یکم اپریل 2022ء

مؤرخہ 27 مارچ 2022ء

اتوار کے روز مجلس خدام الاحمدیہ ناروے کے ممبران مسجد بیت النصر Oslo (اَوزلو) میں اکٹھے ہوئے اور ان کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ virtual ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ایک مختصر پروگرام کے بعد خدام کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مختلف موضوعات پر سوالات کرنے کا موقع میسر آیا۔

وحید احمد صاحب: میرا سوال یہ ہے کہ ہم عاجزی میں کیسے بڑھ سکتے ہیں اور تکبر سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟

حضور انور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

عاجزی انسان میں پیدا ہونی چاہئے۔ پرسوں میں نے خطبہ میں بھی یہ ذکر کیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کے حوالہ سے کہ جب انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں کوئی غلطی نہیں کرسکتا اور دوسرے سب میرے سے کم تر ہیں۔ میرا علم سب سے زیادہ ہے۔ دوسرے میرے سے کم ہیں۔ تو اُس وقت تکبر پیدا ہوتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے۔ اگر اللہ پہ ایمان ہے، اللہ پہ یقین ہے اور یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جو انسان کی برائیاں ہیں اُن سے سخت نفرت ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن کی اصلاح ہو تو انسان میں تکبر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ جب پیدا ہو تو استغفار پڑھے انسان کہ میرے میں غلط خیال پیدا ہوا اور شیطان سے پناہ مانگے، اعوذ باللہ پڑھے اور عاجزی دکھانے کی کوشش کرے۔ میں نے پچھلی ملاقاتوں میں بھی اگر آپ لوگ MTA دیکھتے ہوں اور ملاقاتیں دیکھتے ہوں تو کسی کا میں نے جواب بھی دیا تھا۔ ایک بادشاہ تھا۔ عاجزی کا نمونہ تھا اُس کا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اُس کے پاس ایک مولوی آیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا عالم اور ماہر سمجھتا تھا قرآن کریم کے علم کا۔ اور وہ بادشاہ جو تھا وہ قرآن کریم لکھا کرتا تھا، ایک کہانی ہے۔ تو اُس (بادشاہ) نے کوئی لفظ لکھا تو اُس عالم نے جو scholar تھا بڑا اپنے آپ کو سمجھتا اور قرآن اور حدیث کا ماہر، اُس نے کہا یہ لفظ آپ نے غلط لکھا ہے۔ بادشاہ نے اُس کے اوپر دائرہ لگا دیا mark کر دیا۔ اور جب وہ (عالم) چلا گیا تو اُس (بادشاہ) نے اُس کو مٹا دیا۔ اُس کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ یہ پہلے آپ نے دائرہ لگایا ہے۔ تو وہ کہتا کہ یہ میں نے صرف اس لئے (کیا) کہ میں اپنے اندر تکبر نہیں پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اور اس بات کو بھی کہ یہ مولوی اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتا ہے چلو اس کی بات رہ جائے میں نے دائرہ لگا دیا تھا۔ لیکن جو میں نے جو لکھا تھا وہ صحیح لکھا تھا۔ اور یہی اصل لفظ ہے بے شک دیکھ لو۔ اور اُس کے بعد میں نے مٹا دیا ہے اُس (دائرہ) کو۔ تو انسان اگر ہر وقت یہ سوچتا رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور اللہ کو تکبر پسند نہیں ہے اور اگر میرے دل میں کوئی خیال آئے تکبر والا تو اُس کو میں نے دور کرنا ہے اور دعا بھی کرنی ہے اللہ تعالیٰ سے۔ اپنی نمازوں میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تکبر نہ پیدا ہونے دے۔ استغفار بھی کریں۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بھی پڑھیں۔ چھوٹی چھوٹی دعائیں ہیں کوئی اتنی مشکل دعا نہیں ہے کہ آدمی کہے کہ مجھے یاد نہیں ہوسکتیں۔ تو غور کر کے پڑھو ختم ہوجائے گا۔ ایک علم کا ہونا اور اُس کا جاننا اُس میں برائی نہیں ہے۔ انسان کہے کہ میں ٹھیک ہوں اگر بحث میں۔ لیکن جہاں یہ تکبر پیدا ہوجائے کہ میں ہی ٹھیک ہوں باقی سب غلط ہیں یا کوئی بحث ہوئی کسی سے اور وہاں آپ کی جو دلیل تھی وہ صحیح ثابت ہوئی اور دوسرے کی دلیل غلط ثابت ہوئی اور لوگوں نے کہا ہاں آپ کی دلیل صحیح ہے۔ تو آپ میں یہ خیال پیدا ہوجائے کہ دیکھو میں کتنا علم والا آدمی ہوں۔ میں نے اُس شخص کو نیچے دکھا دیا اور میں اُس سے بحث میں جیت گیا میرا علم اُس سے زیادہ ہے۔ اِن باتوں سے تکبر پیدا ہوتا ہے تو اِن سے بچنا چاہئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام نے ایک شعر میں فرمایا ہے:

بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

کہ آدمی کو انسان سے ہر ایک سے اپنے آپ کو کم سمجھنا چاہئے عاجزی اختیار کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ اگر انسان کے دماغ میں یہ ہو ناں کہ میں نے اللہ کو راضی کرنا ہے تو پھر تکبر نہیں آتا۔ اگر انسان کو یہ ہو کہ میں نے دنیا کو دکھانا ہے کہ میں کتنا علم رکھتا ہوں۔ یا دنیا کو دکھانا ہے کہ میرے پاس فلاں چیز ہے اور فلاں آدمی کے پاس نہیں ہے تو اُس سے پھر تکبر پیدا ہوتا ہے۔

نبیل قمر صاحب: حضور میرا سوال یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth میں فرماتے ہیں کہ ’’الہام بھی دراصل انسان کی نفسیاتی کیفیت کا ایک عمل ہے۔ فرق یہ ہے کہ یہ عمل صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے حکم اور ارادہ سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔‘‘ میرا سوال یہ ہے کہ ہم ایک دہریہ یا سائنسدان کو کیسے یقین دلا سکتے ہیں کہ ایک انسان کی کوئی کیفیت اُس کی اپنی سوچ ہے یا خدا کا حکم یا مرضی اُس میں شامل ہے؟

حضور انور نے فرمایا: میرا خیال ہے آپ نے اتنا حصہ پڑھ لیا ہے باقی حصہ نہیں پڑھا اس کتاب کا۔

نبیل احمد صاحب: شروع کی ہے

حضور انور: پھر پورا پڑھ لو تو تمہیں جواب مل جائے گا وہاں۔ سارا پڑھیں گے ناں تو جواب مل جائے گا۔ بات یہ ہے کہ سائنسدان کو بھی الہام ہوتا ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس پہ بھی ایک مضمون لکھا ہوا ہے۔ چار حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک نبی کی روحانی جس کا ارتقاء ہوتا ہے۔ جس کو روحانی ترقی ملتی ہے اور روحانی معیار حاصل ہوتے ہیں اور ایک غیر نبی کی جس کو دنیاوی لحاظ سے معیار حاصل ہوتے ہیں اور بعض جو سائنسدان جو چیزیں ایجاد کرتے ہیں وہ بھی ایک الہامی کیفیت ہی ہوتی ہے اُن کے اوپر وہ بھی وحی کی صورت میں اُن کے دماغ میں آتی ہے اور وہ سوچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس پہ راہنمائی کر دیتا ہے۔ اگر اردو پڑھنی نہیں آتی ناں تو اِس کا انگلش ترجمہ بھی اس مضمون کا میرا خیال ہے پچھلے سال کے دسمبر کے Review of Religions (ماہانہ رسالہ) اُس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ مضمون بھی ہے۔ تو چھوٹا سا دو تین صفحے ہیں وہ پڑھ لیں گے تو آپ کو جواب بھی مل جائے گا اُس میں کہ غیر نبی کو کس طرح الہام ہوتا ہے اور نبی کو کس طرح ہوتا ہے۔ وہی دلیل آپ دوسروں کو دیں کہ تمہاری جو سوچ ہے وہ جب سوچتا ہے انسان اُس پہ غور کرتا ہے تو وہ الہامی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام نے لکھا ہے کہ بعض دفعہ قرآن کریم کی آیتیں بھی بعض لوگوں کو الہام ہوجاتی ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ بہت بڑے نیک آدمی کو ہو عام آدمی کو بھی ہو جاتی ہیں۔ تو اُس کو بتانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے اور نازل کرتا ہے۔ عام جو عقل مند انسان ہے وہ تو سوچ لیتا ہے کہ ہاں اگر مجھے وحی ہوسکتی ہے اس طرح اور نازل ہوا ہے تو نبیوں کو بھی ہوتی ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس طرح اپنی شریعت اتارتا ہے اور بتاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف مستقل جھکے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی اُن کو فکر ہوتی ہے اُن پہ اللہ تعالیٰ وحی کر کے پھر اُس کے حل بتاتا ہے۔ جس طرح شریعت اتاری اور وہ تو اتارنی تھی کامل شریعت آنحضرت ﷺ پہ بعض تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتا دیں باتیں بعض پرانی شریعتوں کی باتیں وضاحت کر کے بتا دیں آنحضرت ﷺ کو۔ بعض ہوسکتا ہے سوال بھی اٹھے ہوں تو اُن کے جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرما دیئے۔ اسی طرح باقی انبیاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو وحی اور الہام اسی طرح ہوتا ہے۔ اسی طرح سائنسدان سوچتے ہیں۔ اور سوچنے کے بعد ایک چیز پر جب غور کر رہے ہوتے ہیں تو اُس کے بعد ایک دم اُن کے ذہن میں خیال آتا ہے جو اُن کے ذہن میں خیال آتا ہے جس طرح Archimedes کہتا ہے جی میں نہا رہا تھا اور ایک مسئلہ اُس سے حل نہیں ہو رہا تھا۔ اُس نے اُس غسل خانے میں نہاتے نہاتے، اُس کو جو نہاتے وقت خیال آیا کہ مسئلہ اس طرح حل ہوتا ہے۔ اُس نے کہا پالیا پالیا اور غسل خانے سے باہر نکل گیا نعرے مارتا ہوا کہ میں نے مسئلہ حل کر دیا ہے۔ اسی طرح اور سائنسدان ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب وہ سوچتے ہیں کسی بات کو اور اُس پہ غور کرتے ہیں اور وہ فائدے کے لئے ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کی مدد کرتا ہے اور اُن کو اُس کا حل سمجھاتا ہے۔ اور جو حل سمجھاتا ہے اللہ تعالیٰ اُسی کا نام الہام ہے وہ secular لوگوں کے لئے الہام ہے وہ روحانیت سے اُس کا تعلق نہیں۔ اس کا دنیا سے تعلق ہے۔ تو یہ چیزیں ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہیں۔ ایک روحانیت کی دنیا ایک مادی دنیا۔ جہاں روحانی دنیا میں اللہ تعالیٰ الہام کے ذریعہ سے سمجھاتا ہے وہاں مادی دنیا میں بھی نئی ایجادیں کرنے والوں کو الہام کے ذریعہ سے سمجھاتا ہے۔ یہی بات اُن کو کہنی ہے کہ تم جس کو کہتے ہو تمہارے دماغ نے سوچا ہم اُس کو کہتے ہیں کہ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے دماغ میں ڈالا۔ اور یہ الہامی کیفیت ہے اور یہی نفسیات انسان کی ہے کہ جب وہ سوچتا ہے تو اُس کا وہ حل اللہ تعالیٰ پھر اُس کو بتا دیتا ہے۔ تو بہر حال حضرت مصلح موعودؓ کا مضمون ہے اس پہ وہ بھی پڑھ لو اور اس کو بھی غور سے پڑھو Revelation والی کتاب کو تو آپ کو جواب تفصیلی بھی وہاں سے مل جائے گا۔

ڈاکٹر باسل احمد محمود صاحب: میرا نام ڈاکٹر باسل احمد محمود ہے۔ میں وقف نو ہوں اور General Medicine اور Cardiology میں speicalisation کر رہا ہوں۔ حضور! Emergency Duties کے دوران میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو duties کے بعد day shift کے

بعد میں نماز اکٹھی پڑھتا ہوں، night shift کے لئے گھر سے پڑھ کے جاتا ہوں۔ تو میری نماز ہو جاتی ہے؟

حضور انور نے فرمایا: اگر تو Emergency اُس وقت موقع پہ ہو تو پھر تو نماز چھوٹ گئی اور آپ نے چار جمع کر لیں تو ٹھیک ہے جس طرح آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک دفعہ جنگ کی حالت طاری ہو گئی اور سارا دن جنگ کی حالت رہی اور نمازوں کا وقت نہیں ملا تو آپؐ نے شام کو تین نمازیں اکٹھی کر کے پڑھیں۔ ظہر عصر مغرب کے ساتھ۔ یا بعض کہتے ہیں عشاء بھی پڑھی۔ تو بہر حال وہ ایک ہنگامی صورت حال ہے۔ ہاں Emergency Duty آپ کی لگ گئی ہے۔ آپ بیٹھے ہوئے ہیں ہسپتال جا کے اور وہاں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو ضروری تو نہیں آپ Emergency کام بھی کر رہے ہوں۔ آپ کو بٹھایا ہوا ہے یہاں بیٹھ جاؤ کسی وقت Emergency ہو سکتی ہے تمہیں بلا لیں گے۔ تو اُس وقت آپ ایک مصلّٰی ایک جائے نماز لے جائیں۔ وہاں بیٹھے ڈیوٹی کے دوران بھی اگر آپ کسی کو کہہ دیں تو آپ کو روکے گا تو کوئی نہیں۔ فرش پہ بچھایا اور نماز کا وقت ہوا تو نمازیں دو جمع کر لیں۔ اور جب Emergency اگر آ گئی اُس دوران بڑی ضرورت ہے اُس کے لئے کسی انسانی جان کو بچانے کے لئے نماز توڑنا بھی جائز ہے۔ نماز توڑ کے تو جا کے کام کر لیا اور اُس کے بعد اگر اُس میں دیر لگ گئی تو پھر آ کے نمازیں جمع کر لیں تو وہ تو جائز ہے۔ لیکن یہ خیال کر لینا کیونکہ میری Emergency ڈیوٹی لگتی ہے اس لئے میں چاروں نمازیں اکٹھی پڑھ جاؤں جان چھوٹے میری، اِکو واری فارغ ہو جاؤں یہ غلط ہے۔ آپ وہاں کہہ دیں medical room میں اپنے سٹاف کو بتا دیں کہ دیکھو میں نماز پڑھنے لگا ہوں تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہونا چاہئے اور اگر کوئی Emergency آتی ہے تو فوری تم مجھے آواز دینا میں نماز توڑ کے آ جاؤں گا۔ انسانی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا بھی جائز ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ جی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ ہو جائے اس لئے میں نمازیں جمع کر لوں اور رات کو ہو سکتا ہے کوئی Emergency آ جائے اس لئے میں ساری نمازیں اکٹھی پڑھ کے چلا جاؤں یہ طریقہ غلط ہے۔ ہاں اگر آپ ڈیوٹی پر جائیں مثلاً صبح دس بجے ڈیوٹی لگی ہے آپ کی اُس وقت آپ گئے ہیں اور جاتے ہی آپ کو ایک Emergency کیس مل گیا اور اُس کے بعد دوسرا کیس آ گیا اور پھر تیسرا آ گیا اور اس طرح رات کے سات آٹھ بج گئے اور آپ کو جو یہ چھ آٹھ دس گھنٹے کی ڈیوٹی ہے وہ اُسی میں گزر گئی تب آپ نمازیں جمع کر لیں وہ جائز ہے۔ پہلے تو یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی پہ Emergency لائے ہی نہ۔ ہو سکتا ہے آپ کی نمازیں پڑھنے کی وجہ سے آپ ویسے ہی فارغ بیٹھے رہیں ایمرجینسیاں ہی نہ آئیں۔ اللہ آپ کی دعا سے لوگوں کو نقصان سے محفوظ کر لے۔ تو یہ سوچ جو ہے کہ پہلے ہی کر لوں precautionary measure لے لوں۔ اور وہ بھی precautionary measure ایسا کہ جس کے remote chances ہیں۔ جس کا آپ کو پتہ ہی نہیں ہے آپ کو علم الغیب تو نہیں نا۔ غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے صرف اُس کو پتہ ہے کہ کتنے مریض آنے ہیں کتنے نہیں آنے۔ اور بیچ میں کوئی نہ کوئی slot تو مل ہی جاتی ہے۔ کتنی کوئی لمبی آپ نماز پڑھ لیں گے؟ زیادہ سے زیادہ دو نمازیں جمع کریں گے دس منٹ سے زیادہ نہیں لگائیں گے۔ تو اس لئے جب موقع آئے تو نمازیں جمع کر لیں۔ اگر فارغ وقت مل جاتا ہے اُس میں سے پندرہ منٹ بھی مل جاتے ہیں تو ظہر عصر جمع کر لیں ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں۔ مغرب عشاء جمع کر لیں کوئی حرج نہیں لیکن کہنا کہ جی کیوں کہ ہو سکتا ہے یہ ہو جائے اس لئے میں چاروں نمازیں جمع کر لوں یہ غلط ہے۔

جاسم قدوس صاحب: میرا سوال یہ ہے کہ اگر آپ کے والدین آپ کو زندگی میں کچھ بننے کو کہیں تو آپ کو وہی بننا ضروری ہے کہ آپ اپنی مرضی کر سکتے ہیں؟

حضور انور: میرا تو خیال ہے کہ اپنی مرضی کرنی چاہئے۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ والدین کہیں شریف آدمی بنو تو کہو نہیں میں نے بدمعاش آدمی بننا ہے یہ مرضی نہیں جائز۔ ہاں اگر والدین کہیں تم ڈاکٹر بنو اور آپ کہیں نہیں میرا دل چاہتا ہے میں lawyer بنوں یا engineer بنوں یا میں economist بنوں یا کوئی ایسی چیز جو آپ کو دل چاہتا ہے اور آپ کو اس طرف tendancy ہے، inclined ہے اُس طرف زیادہ دماغ تو وہ بننا چاہئے انسان کو جس میں دلچسپی ہو۔ اس لئے میرے سے جب کوئی پوچھتا ہے کہ میں کیا بنوں میرے پاس یہ choice ہے۔ تو میں کہتا ہوں جس میں آپ کو سب سے زیادہ interest ہے وہ پڑھائی کریں۔ کسی پر impose نہیں کیا جا سکتا پڑھائی کے معاملہ میں اور اپنا اپنا ہر ایک کی ایک tendancy ہوتی ہے۔ ہر ایک کی پڑھنے کی inclination ہوتی ہے جس طرف اُس نے جانا ہے۔ جہاں زیادہ inclined ہوں وہاں چلے جائیں۔ ماں باپ کو سمجھا دیں ماں باپ کو کیا پتہ کہ کون کون سے نئے علم آ گئے ہیں اب۔ اُن کو تو یہی ہے کہ پتر ڈاکٹر بن جاؤ۔ یہی کہتے ہیں؟

جاسم قدوس صاحب: ہاں جی۔

حضور انور: دلچسپی جس میں ہو وہی کرنی چاہئے۔ ٹھیک ہے؟

صارم قدوس صاحب: میرا سوال یہ ہے کہ جب آپ ایک خادم تھے تو آپ جماعت کی کیسے خدمت کرتے تھے؟

حضور انور نے فرمایا: مجھے تو پتہ نہیں میں نے کوئی خدمت کی ہے یا نہیں بہر حال جو ہمیں ہمارا افسر کہتا تھا زعیم کہتا تھا جو منتظم کہتا تھا ہم کام کر دیا کرتے تھے۔ میں زعیم بھی رہا ہوں میں منتظم اطفال بھی رہا ہوں میں ناظم بھی رہا ہوں ربوہ کی مقامی مجلس میں اور مرکز میں بھی رہا ہوں مہتمم کے طور پر بھی رہا ہوں۔ تو جو ہمارے افسر کہتے تھے اس کے مطابق ہم کام کر دیا کرتے تھے یا خود جتنا کچھ ہوتا تھا دماغ کے لحاظ سے کوئی پالیسی بنا دی جماعت کی بہتری کے لئے کس طرح کر سکتے ہیں کرنے کی کوشش کرتے تھے تو یہی کچھ ہوتا تھا۔ باقی کتنی اعلیٰ خدمت کی ہے یہ تو مجھے نہیں پتہ کوئی اعلیٰ کام کیا ہے کہ نہیں کیا۔ بہر حال جو بھی کیا جتنا ہو سکتا تھا کرنے کی کوشش کی۔ آپ لوگوں کو بھی چاہئے کہ نیک نیتی کے ساتھ اپنے پورے potential کے ساتھ اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ جو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاقتیں دی ہیں اُن کے ساتھ کوشش کریں کہ آپ جتنا کام مجلس کا کر سکتے ہیں کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کوشش کریں کہ اپنی نمازوں کو باقاعدہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ کام صحیح طرح کر سکیں۔ اللہ سے مدد مانگیں اور نیک نیتی سے کام کریں اُس میں برکت پڑ جاتی ہے۔

صہیب قمر صاحب: میرا سوال یہ ہے کہ اسلام احمدیت کے غلبہ کے سلسلہ میں ہم کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: پہلی بات تو یہ ہے کہ دعا کریں۔ پانچ نمازیں باقاعدہ پڑھا کریں اور اُس میں دعا کیا کریں نفل پڑھا کریں اور اُس میں دعا کیا کریں اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کا غلبہ ہمیں دکھائے اور ہمیں اُس کا حصہ بنائے۔ پھر اُس کے لئے اپنے دینی علم کو بڑھائیں دینی علم سب سے پہلے تو قرآن کریم کو پڑھنے سے اور اُس کو سمجھنے سے بنتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتابیں ہیں اس زمانہ میں جس میں قرآن کی بھی تشریح ہے حدیث کی بھی تشریح آ جاتی ہے وہ حاصل کریں علم۔ پھر علم حاصل کر کے اپنی زندگی کو اس کے مطابق بنائیں۔ آپ کا جو عمل ہے وہ اُس کے مطابق ہونا چاہئے جو اسلام کی تعلیم ہے۔ ہمارے عمل اور ہماری باتیں ایک ہونی چاہئیں۔ پھر ہم تبلیغ کریں لوگوں کو جب لوگ دیکھیں گے کہ ہمارے کام بھی اور ہماری باتیں بھی ایک ہیں تو وہ ہماری باتیں سنیں گے بھی اور اللہ تعالیٰ بھی اُس میں برکت ڈال دیتا ہے تو یہ پیغام پہنچانا ہمارا کام ہے۔ اور اس کے بعد اُس میں برکت ڈالنا اور لوگوں کو اس طرف لے کر آنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہمیں اپنا کام کرتے رہنا چاہئے۔ دعا سے علم حاصل کر کے علم پر عمل کر کے اور اُس علم کو پھیلا کر یہ ذریعے ہیں جن سے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

ایان احمد صاحب: میرا سوال ہے کہ آج کے دور میں سوشل میڈیا کے نقصانات سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا: مضبوط ارادہ سے۔ Determination اگر آپ determined ہیں اس بات پہ کہ میں نے بری باتیں نہیں دیکھنی اور صرف اچھی باتیں دیکھنی ہیں تو سوشل میڈیا پر جو اچھی باتیں ہیں وہ دیکھیں جو بری باتیں ہیں وہ نہ دیکھیں۔ اس کا اچھا استعمال بھی تو ہے ناں سوشل میڈیا کا وہ اچھا استعمال ہونا چاہئے۔ جماعت کی اپنی ویب سائٹس ہیں اُن کے اوپر جائیں۔ جماعت کی فیس بک کے اوپر سوال جواب ہوتے ہیں اُس کے اوپر جائیں۔ اپنے دینی علم کو بڑھائیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو لغویات چیزیں ہیں فضول قسم کی باتیں ان سے پرہیز کرو۔ ایک مؤمن جو ہے ایک صحیح ایمان لانے والا جو ہے اُس کو جو فضول قسم کی جو باتیں ہیں اُن سے بچنا چاہئے۔ آپ عقل مند آدمی ہیں ماشاء اللہ۔ نوجوان آدمی ہیں۔ سوچ سمجھ کے دیکھو کہ کیا چیز اچھی ہے اور کیا بری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دماغ دیا ہے ناں ہمیں دماغ وہ اسی لئے دیا ہے کہ استعمال کریں۔ پھر آپ لوگ پڑھے لکھے بھی ہیں سکول میں جاتے ہیں کالج میں جاتے ہیں۔ اب سیکنڈری سکول ختم کرنے والے ہیں پھر کالج میں چلے جائیں گے پھر یونیورسٹی میں چلے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ دماغ دیا ہے اُس کو استعمال کریں دیکھیں کیا برا ہے کیا اچھا ہے۔ جو برا ہے اُس سے ہم نے بچنا ہے اور یہ پورا پکا ارادہ ہونا چاہئے کہ ہم نے برائیوں سے بچنا ہے اور استغفار بھی کرنی چاہئے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں جیسے اور نمازوں میں دعا بھی کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ سے کہ ہمیں برائیوں سے بچا۔ تو یہی طریقہ ہے نہیں تو آج کل تو سوشل میڈیا میں برائیاں زیادہ ہیں اچھائیاں کم ہیں تو اچھائیوں کو تلاش کرنے کے لئے بڑی کوشش کرنی پڑے گی۔ تو جب آپ کی توجہ صرف نیک باتوں کی طرف رہے گی اچھی باتوں کی طرف رہے گی۔ سوشل میڈیا پر بعض سائنس کی سائٹس بھی ہیں اُن کو دیکھیں۔ دوسرا علم بڑھانے کے لئے سائٹس ہیں اُن کو دیکھیں۔ صرف جو فضول باتیں ہیں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنا یا مذاق اڑانا یا اعتراض کرنا یا جماعت پہ اعتراض کرنا یا اسلام پہ اعتراض کرنا اس قسم کی باتیں کوئی جانے کی ضرورت کوئی نہیں۔ ہاں اگر آپ کا دینی علم اتنا بڑھ گیا ہے پکے ہیں دین میں مضبوط ہیں اور قرآن کریم کا بھی علم ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتابیں پڑھ کے اعتراضوں کے جواب دینے کا بھی علم ہے جماعت کا لٹریچر

پڑھ کے اعتراضوں کا جواب دینے کا علم ہے پھر اِن جگہوں پہ جا کے اِن کے اعتراضوں کے جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن اُس سے پہلے اپنے دینی علم کو بڑھائیں اور اُس سے بہتر یہ ہے کہ ایسی ویب سائٹس جو ہیں ایسے medias جہاں علم میں اضافہ ہوتا ہے یا جو اچھی باتیں کرنے والے ہیں اُن کی طرف جائیں۔ جماعتی جو سائٹس ہیں اُن کی طرف جائیں اُس میں دیکھیں آپ کیا سیکھ سکتے ہیں۔ تو یہ تو depend کرتا ہے اپنی اپنی سوچ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے توہمیں بتادیا کہ یہ شیطان کی باتیں ہیں یہ میری باتیں ہیں تو آپ نے اب خود فیصلہ کرنا ہے کہ شیطان کی باتیں سُننی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں سُننی ہیں۔ عقل تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہوئی ہے ناں ماشاء اللہ! اتنے بڑے دماغ ہیں بس اُس کو استعمال کرو خود فیصلہ کیا کرو۔

سلمان ایاز صاحب: میرا سوال یہ ہے کہ برے گناہ کرنے والوں کو اتنی سزا کیوں نہیں دی جاتی اور اچھے لوگوں کو اس دنیا میں بہت سے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اچھے ہو کر اس بات میں کیا حکمت ہے کہ آپ کو اس دنیا میں مزید آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا؟

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بعض گناہوں کی سزا تو اس دنیا میں دے دیتا ہوں اور بعض جو سزا ہے وہ اگلے جہان میں دوں گا۔ حدیث میں آیا ہے یہ دنیا جو ہے امتحان کی دنیا ہے یہاں امتحان لیا جاتا ہے Examination Hall ہے۔ یہاں صرف paper حل کرنے ہیں مشکل مشکل سوال آتے ہیں۔ اُن کو حل کرو گے تو ٹھیک ہے اگر اُن کو qualify کر لو گے تو پاس ہو جاؤ گے نہیں تو فیل ہو جاؤ گے اور فیل ہونے کا اعلان یہاں بھی ہو سکتا ہے اور اگلے جہان میں جا کر بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ جو دنیا ہے یہ تو تمہاری ستّر اسّی نوّے سال کی دنیا ہے زندگی انسان کی۔ جو ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے جو لمبا ہزاروں سال چلنے والی زندگی ہے اور پتہ نہیں کتنا لمبا چلنے والی ہے اللہ بہتر جانتا ہے وہ اگلے جہان کی ہے۔ وہاں جا کے اللہ تعالیٰ تمہیں انعام بھی دے گا اور سزا بھی دے گا۔ اور جو گناہ کرنے والے ہیں اُن کو جہنم میں ڈالے گا۔ جو نیک کام کرنے والے ہیں اُن کو جنت میں ڈالے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے لکھا ہے کہ نبیوں پہ تو سب سے زیادہ امتحان آتے ہیں۔ مشکلات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پہ تکلیفیں نہیں آئی تھیں؟ آئی تھیں۔ اُس کے مقابلہ میں اُن کے دشمن دندناتے پھرتے تھے ظلم کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن دشمنوں کو اس دنیا میں بھی سزا دے دی۔ بعض دشمن تھے اُن کو اس دنیا میں سزا دے دی اور وہ مر گئے ابوجہل وغیرہ جیسے۔ بعض دشمن تھے ابوسفیان جیسے جن کو اس دنیا میں سزا نہیں ملی کوئی اُن کی نیکی پسند آ گئی اللہ تعالیٰ نے اُن کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دی اور وہ بخشے گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زمانہ میں ہے۔ ایک کہتا ہے جی میں جعلی policeman بن کے گیا اور میں نے مرزا صاحب کو بلایا۔ مرزا صاحب جلدی جلدی نیچے اتر رہے تھے اور میرے ڈر کے مارے اُن کا پاؤں پھسلا اور نیچے گر گئے سیڑھیوں سے حالانکہ یہ واقعہ نہیں ہوا تھا ایسا کچھ بھی۔ لیکن پاؤں ایک جگہ پھسلا تھا اُن کا۔ اس بات پہ لیکن گرنے کا واقعہ نہیں ہوا تھا۔ اور نہ سیڑھیوں سے اتر رہے تھے۔ آپ فرش پر ہی تھے۔ تو بہرحال وہ جو استہزا زیادہ کیا کرتا تھا دو آدمی تھے وہ۔ ایک کو تو اللہ تعالیٰ نے سزا دی کہ وہ اسی طرح چھت پہ تھا اور سو کے اٹھا ایک دم اور اُس کا پاؤں پھسلا اور چھت سے نیچے گرا اور مر گیا۔ ایک تو مزاق اڑانے والے کو سزا دے دی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے۔ اور دوسرا جو مزاق اڑانے والا تھا اُس کو دوسرے رنگ میں اس طرح عبرت بنادی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی کا زمانہ اُس نے دیکھا اور وہ بڑا کُڑھتا تھا جلتا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے مختلف طریقے ہیں سزا دینے کے بھی اور جزاء دینے کے بھی۔ کچھ کو یہاں دے دیتا ہے اور اگلے جہان میں بھی دیتا ہے کچھ کو صرف اگلے جہان میں جا کر دیتا ہے۔ اسی طرح مؤمنوں کو یہاں تکلیفوں سے گزارتا ہے تو اگلے جہان میں جا کے اُن کو جزا بھی بہت دیتا ہے لیکن بہت سارے مؤمن ہیں جن کو اس دنیا میں بھی نواز دیتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے اس دنیا میں اگر آپ غور کریں۔ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یہاں پیدا ہوئے تھے؟

سلمان ایاز صاحب: ربوہ

حضور انور: کب آئے تھے؟

سلمان ایاز صاحب: تین سال پہلے۔

حضور انور: تو یہاں کوئی نہ کوئی سہولیت یہاں ملی ناں۔ یہاں کم از کم نمازیں آرام سے پڑھ سکتے ہو۔ یہاں اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہو۔ تو ٹھیک ہے اُس ابتلاء سے نکال دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک سہولت دے دی۔ تو یہ تو reward تو مل گیا آپ کو یہاں بھی۔ ابھی تو جوان ہیں آپ آئندہ زندگی میں اللہ تعالیٰ اور بھی نواز سکتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے رہیں گے تو اور پھر جب قائم رہیں گے۔ حقیقی مؤمن بن کے رہیں گے تو اگلے جہان میں جا کے اور بھی reward ملے گا۔ اچھا وہاں کیا کرتے تھے ربوہ میں؟

سلمان ایاز صاحب: میں study کر رہا تھا وہاں پہ۔

حضور انور: کیا پڑھتے تھے؟

سلمان ایاز صاحب: کمپیوٹر سائنس

حضور انور: اچھا، کیا کیا ہوا ہے؟ bachelor کیا ہوا ہے؟ ڈگری لی ہوئی ہے کوئی؟

سلمان ایاز صاحب: Masters in Computer Science

حضور انور: Masters کیا ہوا ہے؟ کمال کر دیا ہے شکل سے چھوٹے سے لگتے ہیں۔ یہاں آ کے کیا کیا ہے؟

سلمان ایاز صاحب: ادھر آ کے ہی Masters Complete کیا ہے اور پھر آگے job۔

حضور انور: ٹھیک ہے تو پھر ماسٹرز تو یہاں آ کر کیا ہے تو پھر فائدہ تو ہوا یہاں آ کے۔ Reward تو مل گیا۔ بہتر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے؟ وہاں کی محنت کو پھل لگا گیا۔ یہاں reward دے دیا آ کے ماسٹرز کروا دیا۔ اور جاب بھی مل گیا ہے یہاں؟

سلمان ایاز صاحب: جی

حضور انور: تو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ نے اگر وہاں سے محنت کی تھی اتنی اُس کا reward دے دیا یہاں آ کے۔ تو اگر انسان سوچے تو ہر انسان کا ہر لحہ جو ہے ہر دن جو چڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہی لے کے آتا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ نیک آدمی کو اس دنیا میں نہیں ملتا اور بد آدمیوں کو مل جاتا ہے۔ باقی یہ دنیادار جو ہے یہ دنیاداروں کو تو اللہ تعالیٰ نے دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے یہ دنیادار سمجھتے ہیں کہ اِن کو ہم نے دولت دے دی پیسہ دے دیا اور سہولتیں دے دیں آسائشیں دے دیں تو انہوں نے بڑی ترقی کر لی۔ یہ تو میں ان کو سزا دینے کے لئے سزا میں ڈالنے کے لئے ایک سامان کر رہا ہوں۔ جو گناہ یہ کرتے ہیں اُس کی اُن کو سزا ملے گی۔ چاہے وہ سزا میں اِس دنیا میں دوں یا اگلے جہان میں جا کے دوں۔ اس لئے تم مؤمنو فکر نہ کرو اِن کو ضرور سزا ملے گی تم اللہ کو ہمیشہ یاد رکھو۔

محمد فائق صاحب: پیارے حضور! میرا سوال یہ ہے کہ ہم اس طرح کے آج کل کے ماحول میں اپنی اولاد کی نیک تربیت کیسے کریں؟ میں کچھ عرصہ پہلے پاکستان سے آیا ہوں تو یہاں پہ ماحول کافی different ہے بہت open ہے۔ تو کیا ہم کریں جس سے ہماری اولاد صراط مستقیم پہ چلے؟

حضور انور: یہاں بھی لوگ رہتے ہیں اُن کے بچے اچھے بھی ہیں۔ اُس کے لئے یہ ہے کہ ماں باپ جو ہیں وہ خود اپنا نمونہ بچوں کے سامنے پیش کریں۔ اگر باپ نماز پڑھنے والا ہے اگر باپ قرآن پڑھنے والا ہے اور اپنی بیوی کو بھی کہتا ہے اور بچوں کو بھی کہتا ہے تم نماز بھی پڑھو اور قرآن بھی پڑھو۔ اگر باپ اخلاقی لحاظ سے اچھا ہے اپنی بیوی کو بھی کہتا ہے کہ ہمارے اخلاق اچھے ہونے چاہئیں اور بچوں کو بھی کہتا ہے۔ اگر باپ یہاں کے ماحول کے مطابق بچوں سے دوستی رکھتا ہے اور اُن سے ہر بات share کرتا ہے کہ اُن میں یہ confidence پیدا کر دے کہ تم نے باہر سے جو باتیں سُنی ہیں مجھ سے آ کے share کرنی ہیں اور پھر اُن کو حوصلہ سے سننا ہے اور پھر اُس کو discuss کرنا ہے۔ پھر اُن کے جو doubts ہیں اُن کو remove کرنا ہے۔ تو اِس طرح آپ تربیت کر سکتے ہیں۔ اگر بچوں کو چھوڑ دیں گے اپنے کام میں مصروف رہیں گے۔ اچھا صرف پیسے کمانے ہیں تو چوبیس گھنٹے میں سے اٹھاراں گھنٹے کام کی دہاڑی کرو۔ بیوی کو کہو کہ تم بھی دس گھنٹے کام کرو پیسے کماؤ تا کہ ہم گھر لے سکیں اور گھر کی Mortgage ادا کر سکیں۔ پھر ہم اتنے پیسے جوڑ سکیں۔ تو پھر جب بچے آئیں گے سکول سے اُن کو فریج میں سے ڈبل روٹی ملے گی ٹوسٹ نکالیں گے سکیں گے کھالیں گے۔ کہیں گے نہ باپ پوچھتا ہے نہ ماں پوچھتی ہے۔ نہ ہماری نمازوں کے متعلق اُن کو کوئی فکر ہے نہ انہوں نے کہنا ہے کہ تم نے نماز پڑھی کہ نہیں پڑھی نہ ہم نے اُن کو، ماں باپ کو دیکھا ہے نمازیں پڑھتے ہوئے وہ تو پیسے کمانے میں لگے ہوئے ہیں۔ تو پھر ہم نے کیا کرنا ہے چلو ٹھیک ہے دنیا کا ماحول اس طرح کا ہی ہے اسی طرح رہوں۔ تو یہ تو challenge ہے۔ آپ تو خود اُن کو خود دھکیل رہے ہوں گے ناں اُس میں۔ تو یہ تو محنت کرنی پڑتی ہے۔ تو اگر یہاں آئے ہیں پیسے تو اللہ تعالیٰ دے دیتا ہے مل جائیں گے تھوڑے سے کم پیسے بھی ہوں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن بچوں پہ توجہ ضرور دینی چاہئے۔ پھر weekend جو ہے اُس میں بچوں کے ساتھ بیٹھیں اور اگر کوئی جماعتی پروگرام ہے تو اُن کو خود لے کر جائیں۔ وہاں بھی نگرانی رکھیں بچوں کی کہ بچے صحیح ماحول میں رہ کے واپس آ گئے ہیں کہ نہیں۔ وہاں کی انتظامیہ کو بھی پتہ ہو کہ ماں باپ ساتھ ہیں اور توجہ دے رہے ہیں۔ وہ بھی محتاط رہیں گے صحیح تربیت کریں گے بچوں کی۔ تو اگر بچے کسی کے یا دوستوں کے گھر جاتے ہیں تو وہاں بھی آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ اُن دوستوں کا ماحول کیسا ہے۔ وہاں جا کے کہیں گندی عادتوں میں نہ پڑ جائیں۔ تو یہ تو محنت کرنی پڑے گی آپ کو۔ جب یہاں آئے ہیں جس طرح پیسہ کمانے کے لئے محنت کرنی ہے ناں اُسی طرح بچوں کی تربیت کے لئے بھی محنت کرنی ہے۔ جب وہ محنت کر لیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔ اور دعا بھی ساتھ کریں گے۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اطفال کارنر

تقریر

وطن سے محبت، ایمان کا حصّہ

یٰۤاَیُّہَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ (النساء:60)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔

’’اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ‘‘ کے الفاظ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کے لئے ایک راہنما اصول وضع کیا ہے اور وہ یہ کہ روحانی میدان میں اللہ، اس کے رسول اور نمائندوں کی اطاعت کرتے رہو اور دنیاوی لحاظ سے یا ملکی وسیاسی اعتبار سے جو بھی حکمران مقرر ہوں۔ اس کی ہر صورت میں اطاعت کرنی ہے۔ اور اسی مضمون میں وطن سے محبت کا سبق بھی عیاں ہے۔ کیونکہ حکمران اگر ظالم بھی ہوں۔ آپ کو مذہبی آزادی بھی نہ ہو۔ آپ کو اپنی عبادات بجالانے پر پابندی ہو۔ آپ کی مساجد اور اس کے میناروں اور محرابوں کو مسمار کیا جاتا ہو۔ آپ کے مُردے قبرستانوں میں بھی آرام محسوس نہ کریں۔ ان حالات میں بھی حکام بالا کی اطاعت دراصل وطن سے محبت ہی کے مترادف ہے۔

وطن سے محبت کی بات ہو رہی ہو تو ’’ماں‘‘ کا لفظ اکثر سننے کو ملتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں وطن، ماں کی دھرتی کی طرح ہے۔ جس طرح ماں بچے کی حفاظت کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح وطن بھی اپنے باشندوں کی حفاظت کی ضمانت ہوتا ہے۔ جس طرح بچے کو ماں کی دیکھ بھال کا حکم ہے۔ اسی طرح وطن کے باشندوں کو وطن یعنی ماں کی دیکھ بھال اور حفاظت کرنے کا حکم ہے۔ اسی لئے آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے: حُبُّ الۡوَطَنِ مِنَ الۡاِیۡمَانِ کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنی بستی مکہ سے بہت پیار تھا۔ آپؐ نے اپنی اس پیاری بستی کے لئے بہت دعائیں کیں۔ صدقات دیے۔ اس کی ترقی واستحکام کے لئے روزے رکھے۔ مگر بستی میں بسنے والے مشرکین نے جب آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرماتے ہوئے مکہ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے مکہ! مجھے تو بہت پیارا تھا مگر میں کیا کروں۔ یہاں کے باشندے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔

آپؐ کو مکہ بستی اتنی پیاری تھی کہ ہجرت کرتے ہوئے آپؐ نے دوبارہ اس میں داخلے کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے یہ دعا کی کہ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (بنی اسرائیل:81)

ہم احمدیوں کو بھی پاکستان میں کچھ ایسے حالات کا سامنا ہے۔ اور وہاں کے باشندے اور حکومتی وسرکاری کارندے ہمیں وہاں رہنے نہیں دے رہے۔ ہم پر بھی آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرح عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ ہمیں نمازیں پڑھنے کی اجازت نہیں۔ ہم کلمہ سرعام نہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ اپنی عمارتوں پر، نہ کسی نمایاں جگہ پر آویزاں کر سکتے ہیں۔ ہمیں اسلامی شعار قربانی کرنے پر مقدمات کا سامنا ہے۔ ہم اپنی عبادت گاہوں پر نہ مینارے بنا سکتے ہیں اور نہ محراب بنانے کی اجازت ہے بلکہ پرانی مسجدوں کے مینار بھی گرائے جاتے ہیں اور محرابوں کو مسمار کیا جارہا ہے۔ قرآن کریم کو موبائل فونز میں رکھنے پر بھی احمدیوں کو مقدمات کا سامنا ہے۔ چہ جائیکہ اس مقدس کتاب کی اشاعت کی جائے۔

ان تکلیف دہ حالات میں سے ہم میں بعض دوست آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تقلید میں ہجرت کرکے باہر ایسے ملکوں میں آبسے ہیں۔ جہاں مذہب کی آزادی ہے۔ ایسے لوگوں پر دوہری ذمہ داری ہے ایک اپنی جنم بھومی پاکستان کی عزت ووقار کو بحال رکھنا اور نئے وطن جس نے ہمیں مذہب کی آزادی دے رکھی ہے اس سے محبت اور ملکی قوانین کی پابندی کو حرز جان بنانا۔

ہمارا احمدی بھائی بہنوں کا یہ طرّہ امتیاز رہا ہے اور ہم آئے روز اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے بدلے اپنی جائیدادیں جلوانے والے، اپنی املاک لٹ جانے کے بعد بھی اپنے وطن سے محبت کے دعوے دار ہیں۔ اپنی جنم بھومی جب یاد آجائے تو آنکھوں میں آنسو آ ہی جاتے ہیں۔ میں نے الفضل آن لائن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے بیان کردہ فقرہ لوگ کہتے ہیں کہ ’’لاہور لاہور اے پر ربوہ ربوہ اے‘‘ پر ایک مضمون نظروں سے گزرا تھا۔ جس میں ربوہ میں پلنے پوسنے والوں وہاں کے مقیم حضرات کی یادیں جمع ہوئی تھیں۔ وہ تصویر اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ تنگدستی وخوشحالی، خوشی وناخوشی، اور ترجیحی بنیادوں پر جیسا بھی سلوک ہم سے ہو ہم نے اپنی مملکت خداداد پاکستان کی حفاظت، سلامتی اور محبت کی قسم اٹھا رکھی ہے اور ہجرت کرکے ہم یہاں یورپین ممالک میں آباد ہوئے تو ہم پر لازم ہے کہ حُبُّ الۡوَطَنِ مِنَ الۡاِیۡمَانِ کے تحت ہم ان ممالک سے بھی محبت کریں۔ ان ممالک کی ترقی واستحکام کے لئے نہ صرف دعائیں کریں بلکہ ان کی حفاظت کے لئے خون پسینہ ایک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(فرخ شاد)

ایک سبق آموز بات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہر فرد جماعت وہ فیض پانے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے پاتے ہیں۔ جتنا زیادہ ہر فرد جماعت کے تقویٰ کا معیار بڑھے گا اتنی جلدی ہم احمدیت کے غلبہ کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ 28 نومبر 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ: سید عمار احمد

10 جون 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:10	19:02
مدینہ منورہ		04:01	19:10
قادیان		03:43	19:34
ربوہ		03:23	19:13
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:19	21:17

فقہی کارنر

قرآن کریم میں سب قوانین موجود ہیں

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس ملک کے لئے نہ صرف رسول کر کے بھیجا بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی بنا دیا اور قرآن شریف کو ایک ایسے قانون کی طرح مکمل کیا جس میں دیوانی، فوجداری، مالی سب ہدایتیں ہیں سو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بحیثیت ایک بادشاہ ہونے کے تمام فرقوں کے حاکم تھے اور ہر ایک مذہب کے لوگ اپنے مقدمات آپ سے فیصلہ کراتے تھے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کا آنجناب کی عدالت میں مقدمہ آیا تو آنجناب نے تحقیقات کے بعد یہودی کو سچا کہا اور مسلمان پر اُس کے دعوے کی ڈگری کی۔

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 242-243)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)